18/-

۷۸۶
۹۲

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ فیض مقالہ جس میں دلائل قاطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ اولیاء اللہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف لاتے ہیں

الانجلاء فی تطور الاولیاء

ناشر

مکتبہ محمدیہ سیفیہ دربار مارکیٹ
سستا ہوٹل لاہور

۷۸۶
۹۲

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ فیض مقالہ جس میں دلائل قاطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ اولیاء اللہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف لاتے ہیں

الانجلاء فی تطور الاولیاء

ناشر
مکتبہ محمدیہ سیفیہ دربار مارکیٹ
سستا ہوٹل لاہور

نام کتاب ______ الانجلاء فی تطور الاولیاء

مصنف ______ حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری

ناشر ______ مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاول پور

زیر اہتمام ______ محمد اسلم شہزاد

صفحات ______ ۸۰

سائز ______ ۱۸ × ۲۳ / ۸

بار ______ اوّل

قیمت ______ 30/ روپے

قیمت خرید 18/ روپے

بہاول پور میں واحد تقسیم کار

ناظم اعلیٰ مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور (پاکستان)

ملنے کا پتہ

(1) آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان لاہور

فون نمبر:۔ 290553 - 291980

(2) دار العلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد بیدیاں روڈ

لاہور کینٹ فون نمبر:۔ 5721609

(3) آستانہ عالیہ سیفیہ بابا فرید کالونی

نزد سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور

(4) حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

فہرست مضامین

الانجلاء فی تطور الاولیاء

مضمون	نمبر شمار
متعدد مقامات پہ اولیاء کا موجود ہونا ہمارا اور دیوبندیوں کا عقیدہ۔	۱
وہ محدثین و فقہاء جن کا عقیدہ ہم اہلسنت کا مؤید ہے۔	۲
دیوبندیوں کے اکابر بھی اِس عقیدۂ اہلسنت کی تائید کرتے ہیں۔	۳
ابدال کے متعلق اسلاف کی تصانیف۔	۴
حاضر وناظر کے متعلق امام سیوطی کی تین تقریریں۔	۵
مجاہدات و ریاضات سے یہ مرتبہ حاصل ہوتاہے۔	۶
متعدد مقامات پہ موجود ہونے کے عقلی دلائل	۷
پانچ قرآنی آیات سے اثبات	۸
چار احادیث سے اثبات	۹
حدیثِ بلال وحدیثِ معراج سے	۱۰
علماء کرام کا آیۃ "فتمثل لها بشراً سویا" سے استدلال	۱۱
جبریل علیہ السلام بشری لباس میں	۱۲
جبریل علیہ السلام انبیاء علیہ السلام کے ہاں کتنی بار حاضر ہوئے؟	۱۳
جبریل علیہ السلام جب بشری لباس میں آئے ان کی اصلی صورت کہاں تھی؟	۱۴

نمبر شمار	نام مضمون
۱۵	حدیث جبریل سے متعدد مقامات پر موجود ہونے کے علاوہ دیگر کرامات کا استدلال
۱۶	یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کا شکل دکھانا اور اس کے ولائل
۱۷	دلیل مذکور سے مسئلہ متعدد مقامات پہ موجود ہونے کا استدلال اور حوالہ جات
۱۸	مسئلہ ہذا پہ امام شعرانی کی تصریحات
۱۹	احادیث ابدال
۲۰	وجود استدلال پر اسلاف صالحین کی عبارات
۲۱	سورج کے غروب سے متعدد مقامات پہ موجود ہونے کا استدلال
۲۲	سورج کے غروب کے استدلال پہ اعتراض اور اس کا جواب
۲۳	عالم مثال کی تحقیق
۲۴	عالم مثال کی تائید از تھانوی اشرف علی
۲۵	متعدد مقامات کے موجود ہونے پر ائمہ کرام کی تصریحات
۲۶	ولی اللہ کے لئے دنیا ایک قدم۔
۲۷	ولی اللہ کے لئے دنیا ایک شیشہ کی مانند ہے۔
۲۸	کتاب (سبع سنابل شریف) کا تعارف
۲۹	اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر دیوبندیوں کا بہتان
۳۰	بہتان مذکور کا جواب
۳۱	امام شعرانی کی تصریحات سے بہتانِ مذکور کا جواب
۳۲	تفسیر روح المعانی سے بہتانِ مذکور کا جواب
۳۳	متعدد مقامات پہ موجود ہونے کی تصریحات از اکابرِ دیوبند مثلاً حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ
۳۴	مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا اور عقلی دلیل
۳۵	جناّت متعدد مقامات پہ بیک وقت موجود ہو سکتے ہیں۔

نام مضمون	نمبر شمار
پچاس جگہ خطبہ پڑھایا ایک ولی اللہ نے	۵۵
شیخ شنطوطی مختلف احوال اور مختلف مقامات میں موجود رہے۔	۵۶
شیخ ابو الفتح نے محفل میلاد میں دس جگہوں میں بیک وقت شرکت کی۔	۵۷
اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر دیوبندیوں کا غلط الزام اور ان کے جوابات	۵۸
جو بات اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے لکھی وہی دیوبندیوں کے گھر سے نکل آئی۔	۵۹
الزام مذکور کا تحقیقی جواب	۶۰
ایک مرید کی غلط روی پر شیخ کی تنبیہ	۶۱
جمال الاولیاء کی حکایت کہ ولی اللہ ایک جگہ شب باش رہا اور دوسری جگہ بھی	۶۲
پیر مرید کے ہر وقت ساتھ ہوتا ہے دیوبندیوں کے قطب گنگوہی نے کہا	۶۳
دیوبندیوں نے غلاظت پھینکی اعلیٰ حضرت پر لیکن جا پڑی ان کے مرشدوں پر	۶۴
فرشتوں کا ہمبستری کے وقت ہونے یا نہ ہونے کا چکر	۶۵
اعلیٰ حضرت کے الزام کا جواب از تھانوی اشرف علی	۶۶
تھانوی اشرف علی نے قضیب البان کا قصہ سنایا	۶۷
صوفی سوندھا کا قصہ تھانوی نے پڑھ کر سنایا	۶۸
ایک ولی اللہ کے متعدد مقامات پہ رشتہ دار تھے وہ سب کے پاس ہوتے تھے۔	۶۹
حجام کا بیٹا اور سیرانی بادشاہ	۷۰
بیک وقت سیرانی بادشاہ عرب میں بھی تھے اور بہاول پور میں بھی	۷۱
سیرانی بادشاہ کی وفات کا عجیب و غریب قصہ	۷۲
زہر خورانی، آخری وصیت اور تاریخ وصال	۷۳
مرنے کے بعد بھی زندہ اور مزار والا بول پڑا	۷۴
سیرانی بادشاہ کے متعدد مزار	۷۵

نام مضمون	نمبر شمار
شیطان کے متعلق تو یہ لوگ مانتے ہیں کہ وہ ہر جگہ اور ہر وقت ہے۔	۳۶
گا ہے گاہے انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کے لئے بھی مخالفین مانتے ہیں۔	۳۷
شیطان کے لئے ہر وقت ہر جگہ موجود ہونے میں شرک نہیں البتہ انبیاء و اولیاء کے لئے شرک ہے یہ ہے عقیدہ دیوبندیوں وہابیوں کا۔	۳۸
روح انسانی اور جنات کی طاقت کہ بیک وقت متعدد مقامات پہ موجود ہوں۔	۳۹
حکایاتِ اولیاء کرام جو متعدد مقامات میں موجود تھے۔	۴۰
قضیب البان موصلی رحمہ اللہ، ابو العباس الملثم رحمہ اللہ تعالیٰ	۴۱
شیخ مفرح رحمہ اللہ	۴۲
امام یافعی کا سوال اور اس کا جواب	۴۳
کعبہ معظمہ اپنے مرکز کو چھوڑ کر اولیاء کا طواف کرتا ہے۔	۴۴
اڑنا کوئی کمال نہیں	۴۵
ایک ولی اللہ حج پہ تھا اور دوسرے مقامات میں بھی	۴۶
شیخ عبد القادر طشطوطی کے دو مریدوں کی طلاق کا واقعہ	۴۷
طی الارض کے وقت ولی اللہ اپنے اصلی مقام میں بھی ہوتا ہے اور دیگر مقامات پہ بھی	۴۸
قضیب البان کی آٹھ صورتیں ہوگئیں	۴۹
ایک ولی اللہ نے چار جگہ دعوت میں شرکت کی	۵۰
ایک ولی اللہ دنیا کو حاوی محیط ہوتا ہے۔	۵۱
حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی قضیب البان کے متعلق تصدیقِ ولایت	۵۲
قضیب البان مختلف شکلوں میں	۵۳
اولیاء اللہ کے تصرفات کا نمونہ	۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العزیز العلام والصلوٰۃ والسلام علی النبی خیر الانام وعلی آلہ الکرام واصحابہ العظام وعلی اولیاء امتہ و علماء ملتہ الاعلام

امّا بعد!

ہم اہل سنت حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھتے ہوئے ان کے فیض و برکت سے اولیاء کرام کے متعدد مقامات پر تشریف لانے کے لئے نہ صرف مانتے بلکہ دلائل کی روشنی سے عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ولی جب ولایت کے عہدہ پر فائز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت اور طاقت سے متعدد مقامات پر موجود ہو سکتا ہے اور یہ عقیدہ اسلاف میں نہ صرف صوفیاء کرام تک محدود تھا بلکہ فقہاء کرام کے فقہی مسائل میں مندرج ہوتا چلا آرہا ہے۔

جب سے وہابیت کی وباء پھیلی ہے تو جہاں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر کے صحیح عقیدہ کو شرک کے وہم میں ڈالا گیا وہاں اولیاء کرام بھی اُس کی لپیٹ میں آگئے۔

چنانچہ دیوبندیوں کا ایک نیم ملاّ سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے۔

"کہ نہ معلوم کہ بعض بزرگان دین اور صوفیائے کرام کی مجملی اور گول مول باتوں سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ انبیاء عظام اور اولیاء کرام علیہم السلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں یا ایک بزرگ کو کئی مقامات میں دیکھا گیا یا لطائف متشکل ہو جایا کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ بلکہ ایسی تمام گول مول باتوں کو شریعت اسلامی تسلیم نہیں کرتی۔ چنانچہ وہی اکابر جن کی بعض مجمل عبارات سے مخالفین گاڑی چلانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں صاف اُس کی تردید کرتے ہیں۔"

(آنکھوں کی ٹھنڈک بلفظہٖ ص۱۶)

الجواب:- مسطورہ بالا عبارت میں گکھڑوی نے ایک روشن حقیقت کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انبیاء کرام علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر کے علاوہ اولیاء کرام کے متعدد مقامات پہ تشریف فرما ہونے کے انکار میں دلیل پیش کرنے کے بجائے صوفیاء کرام و مشائخ عظام کے دلائل و حقائق کو گول مول باتوں سے تعبیر کر کے شریعتِ اسلامی کی کھلی گستاخی اور ناقابلِ معافی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اس موضوع پر اسلاف فقہاء، مجتہدین اور علماء محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات ان گنت ہیں۔ چند ایک بزرگوں کے اسماء لیجئے۔

① علامہ علاؤ الدین القونوی شارح الحاوی	② شیخ تاج الدین السبکی
③ کریم الدین الاملی	④ شیخ الخانقاہ الصلاحیہ سعید السعداء
⑤ عبد الغفار بن نوح القوصی صاحب الوحید	⑥ صفی الدین بن ابی المنصور
⑦ العفیف الیافی	⑧ شیخ تاج الدین ابن عطار
⑨ السراج بن الملقن	⑩ البرہان الا بناسی
⑪ شیخ عبد الله المنوفی	⑫ تلمیذہ شیخ خلیل المالکی صاحب المختصر

⑬ ابو الفضل ابن ابراہیم التلمسانی المالکی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ف: یہ اسماء گرامی سیدنا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں[1]۔ یہ لکھ کر تحریر فرماتے ہیں ان کے علاوہ اور بہت آئمہ کرام ہیں[2] سیدنا سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مطالعہ و تصانیف سے واقفیت رکھنے والے بتا سکتے ہیں کہ وہ کتنے حضرات ہوں گے اور وہ نہ صرف علماء بلکہ ائمہ کرام ہیں جن کی جلالت شان کا نام سنکر موجودہ دور کے محققین سر خمیدہ ہو جاتے ہیں۔

---

[1] : الحاوی للفتاوی [2] الحاوی للفتاوی

فقیر اویسی غفرلہ کے مطالعہ سے:

(۱۴) علامہ یوسف نبہانی
(۱۵) شاہ عبدالحق محدث دہلوی[1]
(۱۶) سیدنا مجدد الف ثانی[2]
(۱۷) شیخ عبدالقدوس گنگوہی[3]
(۱۸) علامہ ابن العابدین شامی[4]
(۱۹) سیدنا امام یافعی[5]
(۲۰) علامہ ابن حجر مکی[6]
(۲۱) امام شعرانی[7]
(۲۲) سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی[8]
(۲۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی[9]
(۲۴) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی[10]
(۲۵) حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی[12]
(۲۶) اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی[13]
(۲۷) سیدنا محی الدین ابن العربی[14]
(۲۸) الشہاب النبہی[15]

بوجہ خوف طوالت انہیں پر اکتفا کرتا ہوں، ورنہ صرف ان حضرات کے اسماء گرامی کے لئے مستقل کتاب چاہیئے اور ان حضرات میں سے صرف ایک عالم دین کی مسئلہ کی تحقیق کی ضمانت کافی ہے اور صرف ایک حضرت کے ہم پلہ تو درکنار ان کے ادنیٰ تلمیذ کے درجہ کا موجودہ دور کے محققین کو کہنا نہ صرف علمی ہتک ہے بلکہ شرعی تعزیز اور سخت سے سخت

اتماماً للحجۃ: الکذوب قد یصدق کے مطابق مخالفین کے اکابرین سے تصریحات بلکہ اس مسئلہ کے دلائل کے انبار ملتے ہیں۔ مشتے نمونہ خروار چند ایک اسماء لیجیئے۔ تصریحات اسی کتاب میں آتی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] جذب القلوب [2] مکتوبات شریف ص ۵۸ [3] لطائف قدوسی شریف ص
[4] رد المحتار ص [5] روض الریاحین ص [6] فتاویٰ حدیثیہ ص ۴۶
[7] کتاب الجواہر والدرر ص ۱۶۵ [8] سبع سنابل ص [9]
[10] [11] [12] ملفوظات اعلیٰحضرت ص
[13] اجابۃ الغوث ص ۲۶۶ [14] ایضاً

(۱) رشید احمد گنگوہی[۱] (۲) انور علی کشمیری[۲] (۳) اشرف علی تھانوی[۳]

(۴) احمد علی لاہوری[۴] (۵) سید احمد رضا بجنوری تلمیذ انور کشمیری[۵]

اور نہ صرف تصریحات بلکہ اس مسئلہ کو قرآن واحادیث واقوال فقہاء کی تحقیقات سے دلائل قائم کر کے مستقل تصانیف تحریر فرمائی ہیں۔ اس مسئلہ پر جو کتابیں فقیر اویسی غفرلہٗ کی نظر سے گذری ہیں مندرج ہیں۔

(۱) اجابۃ الغوث بیان حال النقباء والنجباء والابدال والاوتاد والغوث مصنفہ سیدنا علامہ ابن العابدین صاحب فتاوٰی شامی قدس سرہٗ

(۲) المنجلی فی تطور الولی مصنفہ سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ

(۳) الخبر الدال علی وجوب القطب والاوتاد والنجباء والابدال مصنفہ سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ

—٭—

فقیر اویسی غفرلہٗ اُن سے تلخیص کر کے کچھ اپنے بزرگوں کے افادات وافاضات سے چند دلائل اور پھر اُنہی کے مطابق حکایات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ہر چہ در طبع تو نیاید راست — تو نہ دانستہ مگو کہ خطا است

---

[۱] امداد السلوک صہ [۲] فیض الباری [۳] بوادر النوادر [۴] ہفت روزہ خدام الدین لاہور مختلف رسالہ جات [۵] انوار الباری شرح بخاری

مقدمہ

فصل اوّل:

سید امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کے متعلق تین تقریریں ہوسکتی ہیں۔

۱۔ اصلی صورت مثالی کی مختلف اشکال اختیار کر کے متعدد مقامات پر موجود ہوجائے جیسے جنات کے لئے ہے۔

۲۔ طی المسافۃ وطی الارض کے قبیل سے ہو کہ ہر دیکھنے والا اپنے مقام سے دیکھے۔ حالانکہ وہ ایک ہی جگہ پر ہو۔ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ زمین کو لپیٹ کر درمیانی حجابات ہٹا دے اور لوگوں کو گمان ہو کہ مقامات مختلف ہیں حالانکہ وہ ایک ہی مقام ہوتا ہے۔ اسی پر بہترین تقریر ہوگی۔ اس حدیث کی جب کہ شب معراج کی واپسی پر حضور علیہ السلام نے بیت المقدس کو سامنے دیکھ کر قریش کو تمام علامات بتا دیئے۔

۳۔ ولی اللہ کا جثہ موٹاپن اختیار کرلے۔ یہاں تک کہ تمام عالم کو محیط ہوجائے جیسے ملک الموت علیہ السلام اور منکر نکیر کے متعلق علماء کرام تقریریں کرتے ہیں کہ ملک الموت علیہ السلام کو ایک ہی آن میں مشرق و مغرب والوں کی روح قبض کرلیتے ہیں اسی طرح منکر نکیر ایک ہی وقت میں بے شمار اہل قبور سے سوال کرتے ہیں۔ (الحاوی للفتاوی)

۴۔ اصلی جسم کا متعدد مقامات پہ موجود ہونا جیسے حدیث شریف میں ہے کہ سورج عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورج روزانہ طلوع و غروب کرتا ہے۔ دیکھئے یہ سورج زیر عرش مستقر بھی ہوتا ہے اور طلوع و غروب بھی جاری رہتا ہے۔ اس سے بیک وقت ایک جسم کا دو مکانات میں ہونا اور دو ...

مکانوں میں بیک وقت اُن سے مختلف افعال صادر ہو رہے ہیں ۔ یہ بات اگرچہ عقل میں نہیں آتی کیوں کہ ایسا ہونا یقیناً محال ہے ۔ اِس لیے کہ اِس طرح اجتماع الضدین لازم آتا ہے مگر جنہیں اللہ تعالیٰ نے نورِ ایمان بخشا ہے وہ انکار نہیں کر سکتے کیوں کہ یہ بات معجزات وکرامات کے قبیل سے ہے اور معجزات وکرامات ہوتے بھی ایسے ہی ہیں جو کہ عقل محال مانے ورنہ وہ نہ معجزہ ہوگا اور نہ کرامت ۔

نوٹ : اس کے علاوہ اور تقاریر اور ان پر سوالات اور اُن کے جوابات فقیر اُویسی غفرلہ نے کتاب دلوں کا چین تحقیق حاضر وناظر میں تفصیل سے لکھ دیے ہیں ۔

فصلِ دوم :

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ قدیم ہے اور چلا آرہا ہے اور منکر کے لئے زجراً فرماتے ہیں کہ اس میں وہی جھگڑا کر رہا ہے جو وہمی ہے کہ ان وجود شخص الواحد فی مکانین فی وقت واحد غیر ممکن بل ھو مستحیل ؛

ایک شخص کا موجود ہونا دو مکانوں میں ایک ہی وقت میں غیر ممکن ہے بلکہ محال ہے ولیس کما توھم ھذا المتوھم من الاستحالة جس طرح یہ وہمی وہم کر رہا ہے یہ بات محالات سے نہیں ہے ۔ کیونکہ بڑے آئمہ عظام نے اِس قسم کے جواز اور ممکن ہونے پر نص کی ہے ۔ [الحاوی للفتاوی]

غور کیجیئے : امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی شخصیت اس شخص کو وہمی ۔ خبطی یعنی مخبوط الحواس (پاگل) سے تعبیر کر رہے ہیں جو اس مسئلہ کا منکر ہے ۔

اگر دورِ حاضرہ کے منکرین امام ممدوح کے زمانہ میں ہوتے اور اس طرح کا انکار کرتے تو بتائیے تو امام ممدوح مذکورہ بالا ارشاد کس شان سے فرماتے ۔ (فافہم)

فصل سوم

متعدد مقامات پر موجود ہونا اُس جلوۂ صفاتی کی وجہ سے ہے جو بندہ کو ریاضات و مجاہدات کے بعد فانی فی اللہ باقی باللہ کے مقام پر فائز المرام ہوجاتا ہے اور یہ کوئی معمولی عہدہ نہیں جو ہر کہ۔ مہ کو نصیب ہوجائے اُس کے لئے فضل ربی و کرم ایزدی کی ضرورت ہے۔ یہ اُن اولیاء کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو نصیب ہوتا ہے جنہیں "بی یسمع وبی یبصر وبی یبطش" کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے ورنہ ؎

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار

کا معاملہ ہے لیکن خوش نصیب ہستیوں کو نصیب ہونے پر انکار سے بھی ہزاروں کے بیڑے غرق ہوئے

فصل چہارم:

اسے بعض لوگ شرک سمجھ کر انکار کردیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ متعدد مقامات پر ولی اللہ کا موجود ہونا اس وقت ناجائز متصور ہوسکتا ہے جب کہ اُسے غیر ممکن سمجھا جائے لیکن وہ بھی بحیثیت کرامت کے جواز کی صورت حاصل کرلیتا ہے کیونکہ مسلم مسئلہ ہے کہ کرامۃ الولی حق لیکن تاہم ہمارے سامنے بہت سی مثالیں موجود ہیں جو بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہوتی ہیں۔

مثلاً

۱۔ بینائی ایک ایسی شئے ہے کہ انسان میں بھی موجود ہے اور آسمان اور زمین میں بھی۔ اور آسمان و زمین میں جہاں تک اُس کی رسائی ہے موجود ہے۔

۲۔ اسی طرح انسان کی آواز تو باقاعدہ سائنس ایک لمحہ میں عالم دُنیا میں کئی چکر لگا کر اپنے مرکز پر لوٹ آتی ہے۔ پھر اُس کی قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ اپنے مرکز میں بھی ہے اور کائنات کے چپّہ چپّہ میں بھی۔

۳۔ قرآن مجید جوکہ کلام الٰہی ہے اور بحیثیت الفاظ کے نہیں بلکہ بحیثیت کلام نفسی ہوتے کے بیک وقت متعدد انسانوں کے سینوں میں موجود ہے اور وہ اوپر بھی ہے نیچے بھی۔ عالم برزخ میں بھی ہے اور عالم دنیا میں بھی وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ قرآن مجید کی صریح بیانی کس سے مخفی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ولی آصف بن برخیا سینکڑوں میلوں میں قبل ان یرتد الیک طرفک حاضر ہو کر بلقیس کی تخت گاہ میں بھی ہے اور سلیمان علیہ السلام کے سامنے بھی۔

۵۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور پرنور محبوب رب غفور جناب سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہ آلہ واصحابہ وسلم شب معراج بہشت میں تشریف لے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہاں بڑے ناز سے بہشت کی سیر کر رہے تھے۔ حالانکہ متفقہ بات ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت اپنے گھر مکہ میں آرام فرما رہے تھے لیکن حدیث شریف میں فرمایا کہ وہ بہشت میں تھے۔

اب بتایئے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بیک وقت دو مقامات میں موجود ہونا پایا گیا یا نہیں۔

۶۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب میت کو قبر میں لٹایا جاتا ہے تو اُسے سورج غروب ہوتا معلوم ہوتا ہے خواہ وقت دوپہر کا ہو یا صبح کا۔ آدھی رات کا ہو یا سحر کا۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ ایک سورج ہے ایک ٹائم ہے لیکن اُس وقت وہ اپنے اصلی مقام میں بھی ہے اور متعدد مردگان کے سامنے مختلف ممالک میں بھی موجود ہے۔

اس کے علاوہ بہت سی مثالیں قرآن وحدیث میں ملیں گی جن کو فقیر اُویسی غفرلہٗ آگے چل کر عرض کریگا۔

اولیاء کرام چونکہ ریاضات ومشقات وعبادات میں اپنے نفوس کا ایسا تزکیہ کرتے ہیں کہ

كَمَا قِيْلَ فِيْ شَانِهِمْ اَجْسَادُهُمْ اَرْوَاحُهُمْ وغیرہ وغیرہ۔

فصل پنجم

ان حضرات کا متعدد مقامات پر تشریف لے جانا بوجہ کرامت کے ہے اور کرامت کا انکار بدیہی ہے۔ حضرت امام شعرانی قدس سرہ اپنے شیخ سے اس کرامت کے متعلق عرض کرتے ہیں:

فقلت له فما حكمته وقوع التطور في هذه الدار فقال ذالك انما يكون بحكم خرق العادة حين يعطون حرف كن وفي الأخرة يكون نفس نشاط اهل الجنة تعطي ذالك. (كتاب الجواهر والدرر ص ١٦٥)

"یعنی میں نے عرض کیا کہ ان مثالی اجسام کو دنیا میں اختیار کرنے کی حکمت کیا ہے۔ فرمایا جب اولیاء حرف کن کے اسرار کی عطا سے نوازے جاتے ہیں اس وقت ان سے یہ مثالی اجسام کے ساتھ تشکل بطور کرامت کے صادر ہوتا ہے اور آخرت میں اہل جنت کی پوری زندگی اس عطیہ کیساتھ وابستہ ہوگی۔"

باب اوّل

آیاتِ قرآنیہ

(۱) وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

(پ ۱۱۔ سو توبہ ع ۱۶)

اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور مومن کامل تمہارے اعمال کو دیکھیں گے

ف ۱:- آیت میں یرٰی فعل مستقبل واقع ہے جسے حقیقی معنے رویت بصری لازم اور وہ تب ہو سکتی ہے جب کہ مسطورہ تینوں تقریروں کے مطابق ہو۔

ف ۲:- آیت میں المؤمنون سے کامل مومن مراد ہیں اور کامل مومن صرف اولیاء کرام ہیں اور ہم سب مومن ہیں لیکن ناقص۔ اس آیت کی تاویلات میں گکھڑوی نے توڑ مروڑ کی ہے جسے فقیر نے "حاضر وناظر" میں بالتفصیل لکھا ہے ؎

(۲) لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

(پ ۲ س بقرہ ع ۱۶)

تاکہ تم لوگوں کے گواہ بنو۔

ف ۱:- آیت میں مخاطب صرف وہی ہیں جو گواہی کے لائق ہیں اور وہ صرف اولیاء کرام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گواہی کے لئے اہلیت شرط فرمائی کما قال واشھدوا ذوی عدل منکم اپنے میں سے دو معتبر لاؤ اور ہم سب فسق و فجور کی وجہ سے گواہی کے اہل نہیں ہے۔ اور ان حضرات کی گواہی تب ہو سکتی ہے جب کہ وہ قیامت

؎ سوالات کے جوابات متعلقہ بہ حاضر وناظر۔ اُویسی غفرلہٗ

میں اپنے عینی شاہد[1] پیش کر سکیں۔

ف ۲ قیامت میں ہم خود بھی اپنے حساب میں ہوں گے جو خود ملزموں کی صف میں ہو وہ کس طرح گواہوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ گواہوں کی صف میں وہ کھڑے ہو سکیں گے جن کے لئے نہ حساب ہوگا اور نہ کتاب اور وہ صرف اولیاء کرام ہوں گے۔ باقی مضمون متعلقہ آیت ہذا حاضر و ناظر میں دیکھیئے۔[2]

(۳) لا یملك الذین یدعون من دونه الا من شهد بالحق وهم یعلمون (پ ۲۵ ع ۱۳)	اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں شفاعت کا اختیار نہیں ہے۔ حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

تفسیر:- آیت میں اصنام سے شفاعت کی نفی فرما کر ان حضرات کے لئے شفاعت کا اثبات فرمایا جو شاہد بالحق کے ساتھ علم رکھتے ہیں اور علم کس کا۔ اس کے متعلق کوئی نہیں بقانونِ علم معانی۔ جب فعل کا مفعول مذکور نہ ہو تو اس وقت مفعول کو محدود نہ کیا جائے۔ اب اولیائے کرام کی شفاعت کا انکار معتزلہ تو کر سکتے ہیں لیکن ہمارے دور کے معتزلہ اصولاً نہیں البتہ ہٹ دھرمی کا علاج ہی کیا۔ بنا بریں قیامت میں جب شفاعت کر سکیں گے جب انہیں شفاعت والوں کے متعلق علم ہو ورنہ بے سود۔

سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

نظرت الی بلاد الله جمعاً	کخردلة علیٰ حکم اتصال

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے تمام ملکوں کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر رائی کا دانہ

(قصیدہ غوثیہ)

(۴) اَفَمَن شرح الله صدره للاسلام فهو علیٰ نور من ربه	کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھولا۔ تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہیں۔

---

[1] حدیث شریف میں ہے۔ [2] حاضر و ناظر از آیات قرآنی

یہی وہ طاقت تھی جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کوسوں دور یاساریۃ الجبل کہلوا کر اسلام

تا اور کفر کو شکست فاش دیدیتی ہے اوللتفصیل مقام وھذا المقام لیس للتفصیل

(۵) قَالَ الَّذِی عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ

طَرْفُکَ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ (پ ۱۹ ع ۱۸)

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ اُسے میں حضور کی خدمت میں

حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا

دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

اس آیت کریمہ میں آصف بن برخیا ولی کامل کے تصرف کا بیان ہے کہ وہ بیک وقت اِدھر بھی

ہے اُدھر بھی ہے۔ جس کی تفسیر فقیر نے تفسیر اویسی میں اسی مقام پر عرض کر دی ہے [1]

فصل دوم احادیث مبارکہ

(۱) کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ

بِھَا۔ یہ حدیث قدسی ہے اور مشہور ہے اور اس کو پورے سندات اور سوالات و جوابات کے ساتھ حاضر و

ناظر میں لکھ دیا ہے [2] اب صرف یہ یاد رکھیے کہ بندہ فناء پر بقا کے مقام پر فائز المرام ہوتے ہوئے اس میں عنصری

قوت کے بجائے ایزدی قدرت کام کرتی ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بندہ

انوار الٰہی کا مظہر اتم ہو جاتا ہے تو قرب و بُعد اُس کے لئے یکساں ہوتا ہے وہ قریب کو بھی قریب دیکھتا سنتا

ہے اور بعید کو بھی قریب۔ تفصیل فقیر نے "نور الصفا" میں عرض کر دی ہے [3]

اولیاء کرام کی کرامات کے اقرار کے بعد اور یہ بھی مانا کہ واقعی ان میں ربانی طاقت ہوتی ہے پھر اُن

کا متعدد مقامات پہ موجود ہونے اور دیگر کرامات کے انکار سے حیرت ہوتی ہے [4]

---

[1] تفسیر اُویسی میں [2] رسالہ حاضر و ناظر [3] نور الصفافی فی البقاء بعد الفناء [4] دراصل بات یہ ہے کہ ان بیچاروں کی جماعت میں نہ کوئی ولی ہوا اور نہ کوئی کرامت دیکھی انکار نہ کریں تو اور کیا کریں۔

(۲) اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ — کامل مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (رواہ الترمذی)

اس حدیث میں مومن ولی کامل کی نگاہ کی وسعت کا ذکر ہے اور اس کی نظر کہاں تک ہوتی ہے جہاں تک خلقِ الٰہی کما قال غوث الاغواث رضی اللہ عنہ سے

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً — کخردلۃٍ الی حکم اتصالِ

(۳) سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے متعلق بخاری شریف میں ہے کہ انہیں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بہشت میں دیکھا اور فرمایا یہاں کیسے ؟ عرض کی آپ کے صدقے، وہ دو نفل تحیۃ الوضوء مجھے یہاں لے آئی ہے۔ تفصیل حاضر و ناظر میں بیان کر دی ہے۔ اس حدیث میں دیکھنا یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بیک وقت مکہ میں بھی ہیں اور ساتوں آسمانوں کے اوپر بہشت میں بھی۔

(۴) شب معراج حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام کو ان کے مزارات میں دیکھا۔ پھر وہی حضرات بیت المقدس میں موجود تھے۔ پھر آسمانوں میں بھی آپ سے ملاقی ہوئے۔ رواہ اصحاب الصحاح وغیرہ۔ یہ بھی ہمارے استدلال میں شامل ہے کہ حضرات انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام شب معراج متعدد مقامات پر بیک موجود ہوئے۔ چنانچہ حضرت امام قطب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں :

ومما یدل علی ان الجسم الواحد یکون فی آن واحد رویۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما اسری بہ الی السموات العلی آدم و عیسٰی و یحیٰی و ادریس و موسٰی و ھارون و ابراھیم علیہم الصلوٰۃ والسلام و وقعٰلہ فی شان الصلوٰۃ من المراجعۃ لموسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام مع ان موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام حین ذالک فی قبرہ فی الارض قائماً یصلی وقد قال صلے اللہ علیہ وسلم رأیت موسٰی وما قال رأیت روح موسٰی ولا جسدہا فیامن یحیل الجمع بین الضدین ما تقول فی ھذا الحدیث فان

لہ فصل احادیث ۱۲۔

اسم الموسى ان لم یکن عینہ فالاخبار عنہ کذب وھو محال علی الشارع صلی اللہ علیہ وسلم فما بقی الا ان القدرۃ صالحۃ للجمع بین الضدین خلاف ما یقتضیہ النظر العقلی ھذا والمقلد المؤمن بھذا الحدیث یقول لصاحبہ رأیتک البارحۃ فی النوم ومعلوم ان موسی کان فی منزلہ علی حالۃ غیر الحالۃ التی رئی علیہا وفی موطن اخر ولا یقول رأیت غیرک ویشھد لذالک ایضاً ما ورد فی الصحیح فی قصۃ آدم علیہ السلام حین قال اللہ تعالیٰ وھو خارج عن القبضۃ اختر ایتھما شئت قال اخترت یمین ربی وکلتا یدیہ یمین مبارکۃ فبسط الحق یدہ لکما یلیق بجلالہ فاذا آدم وذریتہ فادم علیہ السلام فی الید مقبوض علیہ حین اختار الیمین ولیس فی الید وآدم المخاطب خارج الیہ ھو عین آدم المقبوض الیہ فیا من یدعی معرفۃ اللہ بعقلہ والایمان بما جاء بہ الرسل این عقلک فی ھٰذہ المسئلۃ وانت تقول الشئی الواحد لا یکون فی مکانین وتقول ھٰذا محال و ھذا جائز (کذا فی کتاب الجواھر والدرر ص ۱۶۳)

ترجمہ: اس پر یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج آسمانوں پر آدم وعیسٰی ویحیٰی وادریس وموسٰی وہارون وابراہیم علیہم صلوات اللہ وسلامہ کو دیکھا اور وہاں پر آپ کے اور موسٰی علیہ السلام کے درمیان نمازوں کے بارے میں گفت وشنید ہوئی حالانکہ موسٰی علیہ السلام اس وقت زمین پر اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے چھٹے آسمان پہ موسٰی علیہ السلام کو دیکھا اور یہ نہیں فرمایا کہ موسٰی کی روح کو دیکھا نہ یہ فرمایا کہ موسٰی کے جسم کو دیکھا تو جمع بین الضدین کو محال اعتقاد کرنیوالے انسان تو اس حدیث کے بارے میں کیا کہے گا اس لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جن کو موسٰی سے تعبیر کیا اگر یہ بعینہ وہ نہیں جو اس وقت زمین پر قبر میں نماز

پڑھیں

پڑھ رہے تھے تو یہ خبر دینا کہ میں نے آسمان پر موسیٰ کو دیکھا کذب ہو جائے گا جس
کا صدور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے ناممکن ہے تو کوئی جائے مفر نہیں
رہی بجز اس کے کہ نظر عقلی کے خلاف تسلیم کریں کہ جمع بین الضدین زیر قدرت
ہے اسے محفوظ رکھو اس حدیث پر ایمان رکھنے والا مقلد اپنے ساتھی سے کہتا
ہے۔ میں نے شب گذشتہ تم کو خواب میں دیکھا اور معلوم ہے کہ ان کا ساتھی
اپنے مقام میں اس حالت میں نہ تھا جس میں دیکھا گیا بلکہ بحالت دیگر
تھا اور اس مکان میں بھی نہ تھا جس میں دیکھا گیا بلکہ دوسرے مکان میں تھا
پھر مقلد اپنے ساتھی سے یہ نہیں کہتا ہے کہ میں نے تیرے سوا کسی اور کو دیکھا۔ بلکہ یہ
کہتا ہے کہ تجھ کو دیکھا اور ہمارے اس دعوے کی یہ چیز تائید کرتی ہے جو حدیث
صحیح میں موسیٰ اور یدین کے بارے میں وارد ہوئی کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام
کو خطاب فرمایا جب کہ وہ مشیت الٰہی سے باہر تھے کہ ان دونوں ہاتھوں سے
جس کو چاہو پسند کر لو۔

انہوں نے عرض کیا میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ پسند کیا اور
رب کے دونوں ہاتھ دائیں برکت والے ہیں تو حق جل مجدہ نے اپنی مٹھی کھول
دی جس طرح کھولنا اس کے جلال کے لائق ہے تو اس میں آدم اور ان کی ذریت
نکل پڑی۔ پس آدم علیہ السلام اس وقت مٹھی میں تھے جب کہ دایاں ہاتھ
پسند کیا اور جو آدم مٹھی سے باہر مخاطب تھے یہ بعینہٖ وہی ہیں
جو مٹھی میں تھے تو اپنی عقل سے معرفت الٰہی کا دعویٰ کرنے والے اور رسول
سے لائے ہوئے احکام پر ایمان رکھنے کے مدعی تمہاری عقل اس مسئلہ میں
کہاں جائے گی اور تم تو کہتے ہو کہ ایک چیز دو مکان میں نہیں ہوتی اور کہتے
ہو یہ محال ہے حالانکہ وہ جائز ہے۔

بیان استدلال از آیات

واحادیث علماء کرام

اولیاء اللہ کے متعدد مقامات پہ موجود ہونے پر علماء کرام نے ذیل کی آیات سے استدلال کیا ہے۔

(1) جب کہ بی بی مریم علیٰ نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس میں تشریف فرما تھیں فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ تو ان کے سامنے ایک کامل مکمل بشر متمثل ہو کر آیا

تَمَثَّلَ ماضی ہے تمثل سے مشتق ہے بمعنے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا یہاں بھی ایسے ہوا کہ سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ملکیت سے بشریت کی طرف منتقل ہوئے اور یہ اپنے مقام پہ دلائل سے ثابت ہے کہ ملائکہ کو اللہ تعالٰے نے انسانی شکل میں ظاہر ہونے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔

سیدنا عبد العزیز دباغ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ،

پڑھیں

ہر شہر میں ستر یا کم وبیش ملائکہ اس لئے مقرر کیے جاتے ہیں کہ اصحاب خدمت اولیاء کرام کی ان امور میں مدد کریں جن کے لئے تنہا ان کی ذات کافی نہیں۔ یہ فرشتے شہروں کے اندر انسانی شکل میں ہوتے ہیں۔ کوئی خواجہ سرائے کی شکل میں کوئی فقیر کی شکل میں اور کوئی بچے کی ہیئت میں۔ یہ فرشتے لوگوں میں مخلوط رہتے ہیں مگر لوگوں کو پتہ نہیں چلتا"

(کذا فی الابریز شریف جلد ۲ ص ۱۹۵ مطبوعہ مصر)

جبریل بشری لباس میں } سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام اس واقعہ کے علاوہ بارہا بشری لباس میں عالم دنیا میں تشریف لائے چنانچہ امام قسطلانی بخاری شریف کی شرح باب بدء الوحی میں لکھتے

ہیں کہ جبریل امین حضرتِ آدم کی خدمت میں بارہ مرتبہ، حضرت ادریس کی خدمت میں چار مرتبہ، حضرت نوح کی خدمت میں پچاس مرتبہ، حضرت ابراہیم کی خدمت میں بیالیس مرتبہ، حضرت موسیٰ کی خدمت میں چار سو مرتبہ، حضرت عیسیٰ کی خدمت میں دس مرتبہ اور حضور سید عالم علی نبینا و علیہم السلام کی خدمت میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوئے۔ بارگاہ رسالت میں حضرت جبریل علیہ السلام کی حاضری مختلف باشکال ہوتی۔ کبھی دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں، کبھی اعرابی کی صورت میں وغیرہ وغیرہ۔

نتیجہ: اور یہ دلائل سے ثابت ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پاک اپنے نوری جسم سے وابستہ رہنے کے باوجود مردانہ شکل اختیار کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے اور اس کا تصرف اپنے ملکوتی جسم میں مستمر رہتے ہوئے اس عارضی جسم میں بھی نافذ ہوتا تھا۔ انہیں وجوہ کے پیش نظر علماء کرام اہل سنت اولیاء کرام کے لئے کہتے ہیں کہ قادر مطلق جل شانہ نے اپنے بعض بندوں کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ ان کی روح اپنے جسم اصلی سے متعلق رہنے کے باوجود دوسرے جسم سے متعلق ہو جائے اور اس کے تصرفات جسم اصلی اور دوسرے جسم دونوں میں بیک وقت نافذ ہوتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا احمد بن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فتکون الروح الواحد کروح جبریل مثلاً فی وقت واحد مدبرۃ لشبح الاصلی ولهذا الشبح المثالی (فتاویٰ حدیثیہ ص ۴۶ مطبوعہ مصر)	یعنی ایک روح جیسے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح بیک وقت اپنے اصلی جسم اور مثالی جسم دونوں میں تصرف کرے گی۔

سوال: یہاں پر ایک سوال مشہور ہے جسے تقریباً تمثل جبریل علیہ السلام کے ذکر کے بعد عموماً پیدا ہوتا ہے جسے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے الحاوی للفتاوی میں اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ حدیثیہ میں اور بخاری و دیگر کتب سیر و احادیث کے شارح نے لکھا ہے وہ یہ ہے:

کہ کسی امام نے اپنے اکابر میں سے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ ان کا اپنا جسم اصلی جسد کہاں ہوتا ہے کہ جبکہ وہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر

ہوتا تو دحیہ کلبی کی شکل میں۔ حالانکہ وہ اصلی صورت پر افق اعلیٰ کو بھر دیتے ہیں تو اس کے جواب میں یوں فرمایا۔

جواب: بانہ یجوز ان یقال کان یندمج بعضہ فی بعض الی ان یصغر جمہ فیصیر بقدر صورۃ دحیۃ ثم یعود ینبسط الی ان یصیر کھیئتہ الاولیٰ۔

یعنی اس کا جواب یوں ہو کہ جبریل کی صورت کے بعض اجزا بعض میں مدغم ہو جائیں (یعنی سکڑ کر چھوٹا ہو جاتا) یہاں تک کہ صرف دحیہ کلبی کی صورت کی مقدار رہ جائے۔ پھر اس سے اصلی حالت پر لوٹنا شروع ہو جائے یہاں تک کہ وہ پہلی حالت عود کرے۔

Note

لیکن ان اشکال کا بہترین جواب وہ ہے جو صوفیائے کرام نے ارشاد فرمایا،

وھو ان یکون جسمہ الاول بحالہ لم یتغیر قد اقام اللہ لہ شجاً اخر وروحہ تتصرف فیھا جمیعاً فی وقت واحد وکذالک الانبیاء واقول وکذالک الاولیاء)

یعنی جسم اول اپنے حال پر رہے۔ اس میں کسی قسم کا تغیر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے قائم مقام دوسرا جسم بنا دے اور پھر روح میں بیک وقت تصرف کرے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے متعلق ہے۔

ف: پھر اس طرح اولیاء کرام کیلئے سمجھئے۔

دلیل دیگر: امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا عبارت نقل کر کے ولی اللہ کے متعدد مقامات پر موجود ہونے پر دلیل قائم فرماتے ہیں کہ

ولا بعد فی ذالک انہ اذا جاز احیاء الموتیٰ لھم وقلب العصا ثعبانا وان یقدرھم اللہ تعالیٰ علی خلاف المعتاد فی قطع المسافۃ البعیدۃ

کما بین السماء والارض فی لحظة واحدة الی غیر ذالک من الخوارق فلا یمتنع ان یخصهم بالتصرف فی بدنین واکثر من ذالک

(الحاوی للفتاوی ص ۲۳۴ ج ۱)

یعنی یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے کیونکہ جب جائز ہے کہ انبیاء واولیاء مردے کو زندہ کرتے اور اعصاء کو سانپ بنا سکتے ہیں تو انہیں قدرت حاصل ہے کہ ایک لحظہ میں آسمان وزمین میں بطور خرق عادت مسافت طے کرلیں۔ پھر کون سا امر مانع ہے کہ یہ حضرات دو بدنوں ہیں یا اس سے زائد میں تصرف نہ کریں۔

یہ لکھ کر تحریر فرماتے ہیں۔

وعلی ھذا الاصل تخریج مسائل کثیرۃ وتحل بہ اشکالات غیر یسیرۃ

یعنی اس قاعدہ سے بہت سے مسائل استخراج کیے جا سکتے ہیں اور بہت سے اشکالات حل ہو سکتے ہیں۔

اویسی کہتا ہے: منجملہ اُن کے مسئلہ حاضر وناظر، اولیاء کرام وانبیاء عظام کا دور سے دیکھنا اور ان کا غائبانہ مدد کرنا اور پھر ہمارا ان کو دور سے پکارنا اور ان کو وسیلہ بنانا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن وہابیہ دیوبندیہ انبیاء واولیاء دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے صرف انکار ہی نہیں بلکہ شرک کا فتویٰ دیتے ہیں۔

دلیل ۳: مذکورہ بالا تقریر سیدنا عزرائیل اور نکیرین کے لئے سمجھئے اور ان کے متعلق مستقل دلائل "حاضر وناظر" کتاب میں لکھ دیئے ہیں۔ وہاں ملاحظہ ہوں! فللہ الحمد والمنۃ!

استدلال ۲: جب کہ سیدنا یوسف علیٰ نبینا علیہ السلام زلیخا کے محل میں تھے تو زلیخا نے اُن سے بُرے ارادے کا اظہار کیا۔ آپ اُس کے بُرے ارادہ کے بعد ارادہ فرمالیتے "لولا ان رآہ برھان ربہ" اس آیت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے سیدنا یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا ثابت کیا ہے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

ومن ذالک ما اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن المنذر فی

ۓ اگر اللہ کے برہان نہ دیکھتے۔

تفاسیرھم والحاکم فی المستدرک وصححہ

یعنی من جملہ اُن کے ایک یہ ہے جو ابن جریر اور ابن ابی حاتم وابن المنذر اپنی تفاسیر میں روایت کرتے ہیں اور حاکم مستدرک میں نقل کر کے اُس کی تصحیح فرماتے ہیں کہ:

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہٖ تعالیٰ لولا ان رایٰ برھان ربہٖ۔ قال مثل لہ یعقوب۔

حضرت ابن عباس سے باری تعالیٰ کے قول لولا ان رایٰ برھان ربہ کی تفسیر سے منقول ہے کہ اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت مثالی حضرت یوسف علیہ السلام کو دکھائی گئی۔

(۳) اسی طرح ابن جریر، سعید بن جبیر، حمید بن عبدالرحمٰن، مجاہد، قاسم بن ابی نیترہ عکرمہ، محمد بن سیرین، قتادہ، ابوصالح، شمر بن عقیلہ، ضحاک اور حسن سے روایت کرتے ہیں کہ:

انفرج سقف البیت فرأی یعقوب	گھر کی چھت پھٹ گئی جس سے انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھ لیا۔

ایک لفظ میں اُن سے یہ ہے:

وأی تمثال یعقوب	یعقوب علیہ السلام کی صورت مثالی دیکھی گئی۔

(۴) اس بیان کے لکھنے کے بعد امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

فھذا القول من ھؤلاء السلف دلیل علی اثبات المثال اطی المسافۃ وھو شاھد عظیم لمسالتنا حیث رای یوسف علیہ السلام وھو بمصر اباہ وکان اذ ذالک بارض الشام

ان سلف صالحین کا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ صورت مثالی باطی المسافۃ کے ذریعے اس مسئلہ کا اثبات ہے۔ ہمارے مسئلہ کے لئے یہ شاہد عظیم ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جب کہ آپ مصر میں تھے اپنے باپ کو دیکھا وہ اس وقت ارضِ شام میں تھے۔

دلائل مذکورہ لکھ کر نتیجہ کے طور پر فرماتے ہیں۔

ففیہ اثبات رؤیتنا یعقوب علیہ السلام بمکانین متباعدین فی وقت واحد بناء علی احدے الفاعدتین الاتیین ذکرنا ھما واللہ اعلم

یعنی اس سے ثابت ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کو دو مختلف زمانوں میں بیک وقت دیکھا گیا اس کی بناء ہمارے ان دونوں عبارتوں پر ہے جن کو ہم نے ابھی ذکر کیا۔ واللہ اعلم۔

مزید برآں اس پر لکھنے کی ضرورت نہیں۔ باقی رہا یہ کہ سیدنا یعقوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق علم تھا یا نہ یہ وہم کسی جاہل کو ہو تو بعید نہیں ورنہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ صور مختلفہ میں صورت اصلیہ کا جلوہ ہوتا ہے۔ اور صورت اصلیہ کے جملہ افعال صور مثالیہ میں مرتسم ہوتے ہیں یہاں تک کہ صورتِ اصلیہ کی حرکت ید بعینہٖ صورت مثالیہ میں حرکت ہوتی ہے۔ چنانچہ امام شعرانی قدس سرہٗ اپنے مرشد سے چند سوالات کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

فقلت لہٗ فھل تتحد افعال ھذہ الاجساد التی تطور الولی فیھا حتی انہ اذا حرک یدہ تتحرک ید من تلک الصور کلھا فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعم فما یقع من ید عین ما یقع من بقیۃ الید ی

(الجواہر والدرر ص ۱۴۵)

یعنی میں نے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا ولی کے ان مثالی اجسام کے افعال متحد بھی ہوتے ہیں کہ جب اصلی ہاتھ کو حرکت دے تو وہ مثالی ہاتھ بھی متحرک

ہوجائیں۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں متحد بھی ہوتے ہیں کہ جو فعل اصلی ہاتھ

سے صادر ہو وہی مثالوں ہاتھوں میں بھی۔

یہی تو وجہ ہے کہ صور مثالیہ کے اعمال پر اصلی صورت کی وجہ سے جزاو سزا مرتب ہوتی ہے

چنانچہ امام شعرانی کتاب مذکور میں فرماتے ہیں۔

وقد سالت شیخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھل یواخذ الولی بکل فعل

صدر من ھذہ الاجسام التی تطور فیھا علی السواء ام لا یؤاخذ

الا علی الجسم الاصلی دون الزائد فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یواخذ و

یثاب بکل فعل صدر من جمیع تلک الصور ولو بلغت الف صورۃ لہ

اجرھا وعلیہ وزرھا۔

پڑھیں

یعنی میں نے اپنے مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ ولی کے ان

مثالی اجسام سے جو افعال قابل گرفت صادر ہوں تو کیا ان پر مواخذہ ہوگا یا مواخذہ صرف

جسم اصلی کے افعال پر ہوتا ہے۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا کہ ان مثالی

اجسام کے افعال پر بھی مواخذہ ہوگا اگرچہ وہ اجسام مثالی ہزار بھی کیوں نہ ہوں اور ثواب

بھی ملتا ہے۔

اس کے بعد امام شعرانی قدس سرہٗ نے اس دلیل پر عرض کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

فقلت لہ فکیف تدبر الروح الواحدۃ ھذہ الاجسام الکثیرۃ وکیف

یؤاخذ علیھا کلھا فقال رضی اللہ عنہ کما تدبر الروح الواحدۃ سائر

اعضاء البدن کذلک تدبر الروح ھذہ الاجساد وکما تواخذ النفس

بافعال الجوارح علی مایقع منھا یسئال عنہ ذلک الروح الواحد

ضرور

یعنی پھر میں نے سوال کیا کہ ایک روح ان کثیر اجسام کی تدبیر کیونکر کرتی ہے اور ان

پڑھیں

تمام اجسام کے افعال پر مواخذہ کیسے ہوگا۔ فرمایا جس طرح ایک روح ایک جسم کے تمام

اعضاء کی تدبیر کرتی ہے اسی طرح ان تمام اجسام کی کریگی اور جس طرح افعال جوارح کے باعث نفس پر مواخذہ ہوتا ہے اسی طرح ان اجسام کے افعال پر مواخذہ ہوگا جن کی تدبیر ایک روح کرتی ہے اُن سے جو کچھ صادر ہوگا جواب اسی روح پر ہوگا۔

اس تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ حضرت یعقوب کو حضرت یوسف علی نبینا وعلیہما السلام کا علم یقیناً تھا۔ تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ دفع التعسف عن علم ابی یوسف دیکھئے۔

ابدال کی تفصیل

اسی قبیل سے ابدال (اولیاء) کے متعلق اسلامی عقیدہ ہے جو ہر مسلمان من حیث الاسلام اس عقیدہ اسلامی کا پابند ہے اور ان کے وجود کا منکر گمراہ ہے کیونکہ ان کے وجود پر احادیث صحیحہ شاہد ہیں یہاں صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں۔

عن شریح بن عبید قال ذکر اهل الشام عند علی وقیل العنهم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول الله صلے الله علیه وسلم یقول الابدال

سیدنا علامہ ابن العابدین صاحب فتاوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں قد طعن ابن جوزی فی احادیث الابدال وحکم بوضعها وتعقبه السیوطی بان خبر الابدال صحیح وان شئت قلت متواتر واطال ثم قال مثل هذا بالغ حد التواتر المعنوی بحیث یقطع بصحة وجود الابدال ضرورۃ (اجابۃ الغوث ص۲۷۲)

ترجمہ: ابن جوزی نے حسب عادت ابدال کی احادیث کو موضوع کہہ دیا ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا کہ ابدال کی احادیث صحیح ہیں بلکہ انہیں متواتر کہا جا سکتا ہے اس کے بعد طویل بحث فرمائی ہے اور ان کو متواتر المعنے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے یہاں تک کہ ابدال کا وجود قطعی طور پر ثابت ہوا۔

يكونون بالشام وهم اربعون رجلاً كلما مات رجل ابدل الله مكانه رجلا

يسقى بهم الغيث وينتصر بهم على الاعداء ويصرف عن اهل الشام

بهم العذاب (رواه احمد مشكوٰة ص ۵۸۲)

Imp

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا تو عرض کی گئی آپ اہل شام پر لعنت بھیجئے۔ آپ نے فرمایا میں کیسے لعنت بھیجوں جب کہ میں نے حضور علیہ السلام سے کہتے سنا۔ فرمایا کہ ابدال شام کے ملک میں ابدال ہوتے ہیں اور وہ چالیس ہیں۔ جب ان میں کوئی فوت ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض دوسرا مقرر کرتا ہے۔ اُن کے صدقے اللہ تعالیٰ بارش بھیجتا ہے اور دشمنوں پر فتح دیتا ہے اور ان کے طفیل اہل شام سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

اس کے علاوہ مزید احادیث و دلائل و مسائل و احکام و حکایات فقیر کی کتاب "احکم المقال علی وجود الابدال" کا مطالعہ کیجیے۔

(ف) ابدال کو اسی لئے بھی ابدال کہا جاتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔ اس پر علمائے امت کے شواہد اور تصریحات کتاب مذکور میں دیکھیئے۔ سردست تین حوالے حاضر ہیں۔

(۱) خاتم المحدثین شیخ الاسلام سیدنا شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں۔

وقيل سميت الابدال ابدالا لانهم قد يرحلون لمكان ويخلفون فى مكانهم الاول شبحاً آخر شبيهاً بشبحهم الاصلى بدلا عنه

(فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۳۲ مطبوعہ مصر)

Imp

یعنی بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ اولیائے ابدال کو ابدال اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ سے جب کہیں جاتے ہیں تو اصلی جسم کے بدلے میں وہاں ایک اور جسم چھوڑ جاتے ہیں جو اصلی جسم کے مشابہ ہوتا ہے۔

(۲) قال تاج المحدثین سیدنا الامام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی کتابہ "الحاوی للفتاویٰ"

صہ ج۲ کی عبارت بھی علامہ ابن حجر کی عبارت کے مطابق ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

اسی لیے ابدال کو ابدال کہتے ہیں کہ جب وہ کسی جگہ کوچ کر جاتے ہیں تو اپنی جگہ اپنی شبیہ (صورت مثالی) چھوڑ جاتے ہیں جو اُس کی قائم مقام رہ کر تصرف کرتی ہے۔

(۲) حضرت علامہ ابن العابدین صاحب فتاویٰ شامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

عن العارف ابن العربی قدس سرہ قال واذا رحل البدل عن موضع ترک بدلہ فیہ حقیقۃ روحانیۃ یجتمع الیہا ارواح اھل ذلک الموطن الذی رحل عنہ ھذا الولی فان ظہر شوق من اناس ذالک الموطن شدیدا لہذا الشخص تجلّت لہم تلک الحقیقۃ الروحانیۃ التی ترکہا بدلہ فکلمتہم وکلموھا وھو غائب عنہا

(نقلہ الشہاب المبنی اجابۃ الغوث ص۲۶۶ مصری)

ترجمہ: حضرت ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولی کامل جب ایک مکان سے کوچ کر جاتا ہے تو وہاں اپنی روحانیت حقیقیہ کو چھوڑ جاتے جو وہاں پر اسی جگہ کی ارواح کو ان سے ملنے کا شوق کرتے ہیں تو وہ ارواح وہاں جمع ہو جاتی ہیں اور اس ولی کی روح سے ہمکلام ہوتے ہیں اگرچہ ولی اس وقت اُن سے غائب ہوتے ہیں۔

سورج کے متعدد مقامات پہ موجود ہونے کے دلائل

سورج کے متعدد مقامات میں موجود ہونے پر تو کسی نے انکار نہیں کیا اور نہ ہی کوئی انکار کر سکتا ہے جب کہ اُس کا ایک جسم آسمان پر ہے اور پھر متعدد مقامات پہ مردگان کو مختلف اوقات کے باوجود سب کو عند الغروب نظر آتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

(۱) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا

ادخل المیت القبر مثلت لہ الشمس عند غروبھا فیجلس یمسح عینیہ

ویقول دعونی اصلی رواہ ابن ماجہ

(مشکوٰۃ صـ ۲۶ باب اثبات عذاب القبر)

حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو میت کے لیے سورج کو غروب کا وقت دکھایا جاتا ہے۔ وہ اپنی آنکھیں ملتا ہوا کہتا ہے مجھے نماز پڑھنے دو۔

ف: دن اور رات کی کوئی گھڑی خالی نہیں جس میں بے شمار اموات کو قبر میں داخل کیا جاتا ہو اور انہیں اُن کی ہر گھڑی اور ہر علاقہ میں سورج عند الغروب نظر آتا ہے لیکن وہ اپنے اوقات میں بھی موجود ہوتا ہے۔

(۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حین غربت الشمس اتدری این تذھب ھذہ قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانھا تذھب حتی تسجد تحت العرش فتستاذن فیؤذن لھا ویوشک ان تسجد ولا تقبل منھا وتستاذن فلا یؤذن لھا ویقال لھا ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربھا فذلک قولہ تعالیٰ والشمس تجری لمستقر لھا قال مستقرھا العرش متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ۲۷۲

V. Imp

حضور پُر نور شافع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے سورج کو ڈوبتے ہوئے ملاحظہ فرما کر فرمایا تمہیں پتہ ہے یہ سورج اب کہاں جائیگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ اب عرش کے نیچے جا کر سجدہ کریگا۔

ف: اس سے سورج کے متعدد مقامات پہ بیک وقت موجود ہونے میں شک کی گنجائش نہیں اور ایسا ماننا اسلام ہے نہ کہ شرک۔

سوال: اس حدیث سے ہی سورج کے متعدد مقامات پہ بیک وقت موجود ہونے کا استدلال کیا جاتا ہے جو ایک سوالیہ صورت میں صاحب روح المعانی اشکال پیدا کرتے ہوئے جو جواب دیتے ہیں وہی ہمارا مطلوب ہے اشکال کی تقریر یوں ہے کہ ہر شب آفتاب کا طلوع موقوف کر کے زیر عرش قائم ہو کر سجدہ کرنا جیسے اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے ممکن نہیں کہ خلاف مشاہدہ ہے خواہ یوں کہا جائے کہ آسمانوں کو یکے بعد دیگرے طے کر کے زیر عرش پہنچ کر سجدہ کرتا ہے یا یوں کہیں کہ اپنی جگہ ٹھہر کر سجدہ کرتا ہے۔ اس لیے کہ امام الحرمین وغیرہ علماء اسلام نے تصریح فرمائی کہ آفتاب کا ایک افق میں غروب دوسرے افق میں طلوع ہوتا ہے اور رات ایک جگہ طویل دوسری جگہ قصیر ہوتی ہے۔ اور خط استوا کے نزدیک لیل و نہار ہی قدرے تفاوت ہوتا ہے اور بلاد بلغار میں بعد غروب شفق غائب ہونے سے پہلے فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ یہ مشاہدات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آفتاب کا طلوع موقوف نہیں ہوتا ایک جگہ غروب ہے تو کسی نہ کسی جگہ ضرور طلوع ہوگا۔ چوبیس گھنٹوں میں ایسا کوئی وقت نہیں جس میں بعد غروب ٹھہر جائے اور کسی طلوع نہ ہو۔ پس آفتاب کا سجدہ مذکورہ خلاف مشاہدہ ہونے کے باعث قبول نہیں۔

جواب: اس اشکال کا جو بیان بالا سے ظاہر ہو چکا ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو مثالی جسم اختیار کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے لہٰذا وہ مثالی جسم سے طلوع و غروب میں رہتا ہے اور اصلی جسم سے زیر عرش قائم ہو کر سجدہ بجا لاتا ہے۔

نتیجہ: ان احادیث کے ساتھ علماء محققین کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا متعدد مقامات پر موجود ہونے میں کسی قسم کا اشکال نہیں جب کہ انہیں بھی خدا تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت اور قوت ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض مواقع وہی ہیں ایک جسم متعدد مقامات پہ موجود ہوتا ہے نہ جسم مثالی کے ساتھ بلکہ اصلی جسم کے ساتھ جیسے کہ اس حدیث سے سورج کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ بیک وقت زیر عرش بھی ہے اور طلوع و غروب کے مقامات پہ بھی اور اس کے اصلی ہونے کی دلیل یہی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اتدرون این تذھب

هذا الشمس" اس حدیث میں هذہ اسم اشارہ کا اطلاق محسوس مبصر کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کا خیال رفع ہوگیا جو کہتے ہیں کہ سورج کا طلوع وغروب جسم مثالی کی حالت میں ہوتا ہے اور زیر عرش کا استقرار اصلی جسم سے۔

تحقیق عالم مثال

اولیائے کرام کا متعدد مقامات پہ موجود ہونا عالم مثال کے قبیل سے ہے اور عالم مثال میں ایک شئے کا متعدد شکلوں میں متعدد مقامات میں موجود ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے اور اس کے دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ جلال الملۃ والدین خاتم المحدثین سیدنا امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وقد اثبتت الصوفیۃ عالماً متوسطاً بین عالم الاجساد وعالم الارواح سموا عالم المثال وقالوا هو الطف من عالم الاجساد واکثف من عالم الارواح وبنوا علی ذالک تجسد الارواح وظهورها فی صور مختلفۃ من عالم المثال وقد یستانس لذالک بقولہ تعالیٰ "فتمثل لها بشراً سویاً"

یعنی صوفیائے کرام کے نزدیک ایک عالم مثال ہے جو عالم اجساد و عالم ارواح کے درمیان برزخی حالت رکھتا ہے۔ جو عالم اجساد سے زیادہ لطیف اور عالم ارواح سے زیادہ کثیف ہے۔ اُسے عالم مثال سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی عالم مثال کے قواعد سے ہے کہ ارواح مختلف شکلیں اختیار کرکے مختلف مقامات پہ موجود ہوں اس کی ایک دلیل فتمثل لها بشراً سویاً ہے۔

وکذالک قال شیخ الاسلام سیدنا الامام شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی المکی قدس سرہٗ فی الفتاویٰ حدیثیہ ص۲۶

گھر کی گواہی: دیوبندی سسٹم کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کو بھی اس کا اقرار ہے چنانچہ اپنی وعظ کی کتاب "دعوات عبدیت حصہ ۲۲" میں لکھتا ہے:

اور جسم مثالی کی حقیقت یہ ہے کہ سوائے اس عالم ظاہر کے ایک اور عالم ہے کہ صوفیاء کو اس کا انکشاف ہوا ہے اور نیز اشارات کتاب و سنت سے بھی اس کا وجود معلوم ہوتا ہے۔ اس عالم میں تمام اشیاء اور تمام اعمال و افعال کی صورتیں ہیں خواب میں جو کچھ آدمی دیکھتا ہے وہ بھی اسی عالم کی صورتیں دیکھتا ہے۔ مثلاً خواب میں دیکھتا ہے کہ میں کلکتہ گیا ہوں اور وہاں کوٹھیاں، بنگلے اور بازاروں کی سیر کر رہا ہوں تو یہ سب صورتیں چونکہ عالم مثال میں موجود ہیں اس لئے وہ خواب میں نظر آتی ہیں

عالم مثال کی حکایات: عالم مثال کے متعلق مزید عجائبات ملاحظہ ہوں:

(۱) شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحات مکیہ شریف میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ مأتہ الف آدَمَ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا فرمائے اور عالم امثال کے بعض مشاہدات سے ایک حکایت لائے کہ ایک وقت کعبہ شریف کا طواف کرتے وقت مجھے یوں معلوم ہوا کہ میرے ہمراہ ایک جماعت طواف کر رہی ہے اور میں ان کو نہیں پہچانتا اور طواف کے دوران یہ لوگ عربی کے دو بیت پڑھتے تھے جن میں سے ایک یہ ہے ؎

لقد طفنا کما طفتم سنینا بھٰذا البیت طرا اجمعینا

جس طرح تم نے طواف کیا ہم سب نے مل کر کئی برس اس بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب میں نے یہ بیت سنا تو میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ عالم مثال کے ابدال ہیں تو فوراً ان میں سے ایک نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ تمہارے بزرگوں سے ہوں میں نے پوچھا آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ گذرا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے فوت ہوئے

چالیس ہزار سال سے زائد عرصہ گذرا ہے۔ میں نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تک حضرت آدم علیہ السلام کو سات ہزار سال پورے نہیں ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا تو کس آدم کی بات کرتا ہے۔ ہاں یہی آدم ہے جو اس سات ہزار سال کے دور آغاز میں پیدا ہوئے۔

(ف) حضرت شیخ الاکبر قدس سرہٗ نے فرمایا اس وقت وہ حدیث شریف مذکورہ میرے دل میں گذری کہ اس بات کی تائید کرتی ہے۔ (مکتوبات شریف دفتر دوم حصہ ساتواں مکتوب ۵۸ ص ۴۲)

(۲) ایک معتبر کتاب کا حوالہ نظر سے گذرا کہ ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا یا امیر المومنین آدم علیہ السلام سے تین ہزار برس پہلے کون تھا آپ نے فرمایا کہ آدم تھا جب تین مرتبہ یہ بات ہوئی تو سائل نے آپ کے سامنے سر جھکایا اور خاموش ہوگیا۔ تب جناب ولایت پناہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

اگر تیس ہزار مرتبہ پوچھتا رہتا حضرت آدم سے پہلے کون تھا تو میں کہتا رہتا کہ آدم۔ (تاریخ فرشتہ ج ا ص ۵)

(۳) صاحب تاریخ خواجگی نے لکھا ہے کہ؛

ایک شخص نے امام برحق جعفر صادق سے آدم علیہ السلام کی پیدائش کے حالات پوچھے تو سائل کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ کس آدم کے حالات پوچھتے ہو؟ اُس آدم کے جو ہمارا جد امجد ہے یا کسی اور کے تو سائل نے حیران ہو کر عرض کیا کہ اے امام عالی مقام کیا آدم صفی اللہ کے علاوہ اور بھی آدم ہیں آنجناب نے فرمایا کہ صفی اللہ ایک سو ایک واں آدم ہیں اور ان سے پہلے ایک سو آدم گذرے ہیں۔ (بوادر النوادر ج ۱ ص ۱۵۵)

(۴) تاریخ طبری[۱] میں ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں

---

[۱] اس کے مصنف امام محمد بن جریر طبری ہیں جو صاحب تفسیر طبری ہیں جو تیسری صدی کے مجدد ہیں۔ (فتاویٰ عبد الحیٔ ص ۱۵۲)

زمین و آسمان کی مدت پیدائش کے متعلق سوال کیا تو آپ کو حکم ہوا کہ فلاں جنگل میں ایک کنویں پر جاکر ایک کنکری اس میں ڈالو تو حقیقت حال آپ پر واضح ہوجائے گی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام وہاں گئے اور کنکری ڈالی تو اس کنویں سے آواز آئی کہ کنویں پر کون صاحب ہیں تو آپ نے فرمایا میں موسیٰ بن عمران بن لیطہر تاآنکہ اپنا سلسلہ نسب حضرت آدم صفی اللہ تک گنا۔ پھر دوبارہ آواز آئی کہ ہر زمانہ میں اسی نام و نسب کا شخص اس کنویں پر آیا اور ایک کنکری ڈالی حتیٰ کہ کنواں آدھا پر ہوگیا۔ (نوادر النوادر ج ۱ ص ۱۵۵)

استدلال از اقوال ائمہ کرام

(۱) سیدنا جلال الدین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

وفی الممکن ان یخص اللہ تعالیٰ بعض عبادہ فی حال الحیوٰۃ بخاصیۃ لنفسہ الملکیۃ القدسیۃ وقوۃ لہا یقدر بہا علی التصرف فی بدن آخر غیر بدنہا المعہود مع استمرار تعرفہا فی الاول،

ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی خاص بندے کو بوجہ اس کے نفس ملکیہ قدسیہ اور خداداد قدرت کے بخش دے کہ اپنے بدن حقیقی میں دائمی تصرف کے علاوہ دوسرے بدن میں متصرف وقادر ہو۔

(۲) وکذالک قال العلامہ ابن حجر ہیتمی مکی قدس سرہ فی الفتاویٰ حدیثیہ ص ۴۶۔

(۳) امام ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات کے ص ۵۷ میں فرماتے ہیں۔

ہر گاہ جنازا بہ تقدیر اللہ سبحانہٗ ایں قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ باعمال غریبہ بوقوع آرند۔ ارواح اکمل را اگر ایں قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است وچہ احتیاج بہ بدن دیگر ازیں قبیل است۔ آنچہ بعضے اولیاء اللہ نقل می کنند کہ در

ساعت در امکنہ متعددہ حاضر می گردند و افعال متبانیہ بوقوع می آرند۔ این جا تیز لطائف اشکال متجسد با جساد مختلفہ و متشکل بتبائنہ می گردند و ہم چناں عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد و از آں دیار نہ برآمدہ است۔ جمعے از حضرت من مکہ می آیند و می گویند کہ آں عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چناں و چنیں درمیان ما و آں عزیز گذشت و جمعے دیگر نقل می کنند کہ ما اورا در روم دیدہ ایم و جمعے در بغداد دیدہ اند ایں ہمہ تشکل آں عزیز است باشکال مختلفہ و ایں شکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال۔ چنانچہ در یک شب ہزار کس آں سرور علیہ الصلوٰۃ بصور مختلفہ در خواب می بیند و استفادہا می نمایند ایں ہمہ تشکل صاف و لطائف اوست علیہ و علی آلہ و الصلوٰۃ والسلام بصور تہائے مثالی و ہم چنیں مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہائے نمایند و حل مشکلات می فرمایند۔

ترجمہ: جب جنات کو یہ طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلیں اختیار کر کے عجیب وغریب ظاہر کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو یہ امور حاصل ہوں تو محل تعجب کیوں۔ ان کا دوسرے جسم میں تصرف کرنا اسی قبیل سے ہے جو وہ منقول ہے کہ اولیاء اللہ ایک گھڑی میں متعدد مقامات پہ حاضر ہو کر لطائف وظرائف دکھاتے ہیں اور مختلف شکلوں میں ہوتے ہیں وہ اسی تصرف باطنی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ بعض بزرگوں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ہندوستان میں رہتے ہوئے اپنے عزیزوں کے ہاں بھی ہیں اور حرم مکہ میں طواف کرتے ہوئے بھی دیکھے جاتے ہیں۔ دوسرے لوگ اسی وقت کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم نے اس وقت روم میں دیکھا۔ دوسرے کہتے ہیں اس گھڑی ہم نے انہیں بغداد میں دیکھا۔ یہ انہی بزرگ کی واقعی وہی صورت ہے۔ جو انہوں نے مختلف شکلیں اختیار کر کے تصرف کیا اور متعدد مقامات پہ موجود ہوئے۔ یہ شکل کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہے اور کبھی عالم مثال میں۔ چنانچہ ایک رات میں ہزاروں سعادت مند

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں یہ اُسی صورت مبارکہ کے لطائف سے ہے۔ اسی طرح مریدین اپنے مشائخ کی صور مثالیہ سے فیض حاصل کرتے ہیں اور حل مشکلات کراتے ہیں۔

(۴) شیخ المحققین سیدنا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آوردہ اند کہ شیخ علاء الدین قونوی میگوید کہ بعید نیست کہ گفتہ شود کہ ارواح مقدسہ انبیاء بعد از مفارقت بمنزلہ ملائکہ است بلکہ افضل ایشاں ہم چنانکہ ملائکہ متمثل مے شوند در صور مختلفہ کذالک جائز باشد کہ ارواح مقدسہ انبیاء نیز متمثل گردند وممکن است کہ ایں تصرف مر بعض خواص عباد را در حالتِ حیات نیز دست دہد و روحِ واحد در ابدانِ متعددہ غیر بدنِ معہود متفرقہ گردد۔ (جذب القلوب)

ترجمہ: اولیاء کرام کا متعدد مقامات پر ہونا بعید نہیں کیونکہ ارواح مقدسہ انبیاء بعد وصال بمنزلہ ملائکہ کے ہوتی ہیں بلکہ ان سے بھی افضل۔ جیسے ملائکہ مختلف شکلوں میں آسکتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام اور عالم دنیا کی حیات میں بھی بعض حضرات کو اس کا تصرف حاصل ہوتا ہے کہ ایک ہی روح متعدد ابدان میں جو معہود بدن کا غیر ہے تصرف کرے۔

(۵) شیخ المشائخ سیدنا شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہم نے شیخ فرید الدین جونپوری رحمۃ اللہ تعالےٰ سے کہا کہ شیخ حسین جونپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سارے فرائض جس میں نماز بھی ہے کے تارک ہیں باوجودیکہ زبردست عالم ہیں تو شیخ موصوف نے فرمایا:

ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ نماز وغیرہ نہیں پڑھتے۔ وہ ایک مردِ شہسوار ہیں۔ ہاں ان کا طریقہ قلندریہ ہے۔ عزیزِ من! قلندریہ کا بظاہر فرائض ترک کرنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ان کو مرتبہ روحی عطا فرمایا ہے اور قدرت دی ہے کہ بہ سبب تجسد ارواح کے ایک حالت میں اور ایک وقت چند جگہ ظاہر ہولیں پس

پس اگر کبھی کسی مقام میں ترک فرائض اُن سے معلوم ہوں تو انکار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس وقت میں ترک فرائض اُن سے معلوم ہوں تو انکار نہ کرنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ اس وقت میں کسی دوسرے مقام میں دوسرے جسد سے فرائض ادا کر لیتے ہوں یا اس وجہ سے کہ ان کی عقل میں اجس پر کہ مکلف ہونے کا دارومدار ہے اخلل واقع ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر بعضے امور اُن سے عقل اور ہوشیاری نظر آتے ہیں مگر چونکہ عقل اُن کے اندر اس قدر نہیں کہ جس کی وجہ سے مکلف ہوں۔ اس وجہ سے غیر مکلف ہوتے ہیں (کذافی لطائف قدوسی لطیفہ ۲۹ واقعہ ۵۷ مطبوعہ مصر

(۶) حضرت مولنا جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الولی اذا تحقق ولایۃ تمکن من التصور فی روحانیۃ ویعطی من القدرۃ التصویر فی صور عدایدۃ ولیس ذالک بمحال والمتعدد ھو الصورۃ الروحانیۃ وقد اشتہر ذالک عند العارفین باللہ

(الحاوی للفتاوی صہ ۳۴۰ ج ۱)

ترجمہ: ولی کی جب ولایت متحقق ہو جاتی ہے تو اُسے اپنی روحانیت کے ذریعہ متعدد صورتوں اور مختلف شکلوں میں متشکل ہونے کی قدرت دی جاتی ہے اور یہ بات محال بھی نہیں کیونکہ متعدد ہونے والی صورت صورت روحانی ہوتی ہے اور یہ مسئلہ عارفین باللہ کے ہاں مشہور و معروف ہے۔

(۷) حضرت علامہ موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت الشیخ السبکی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الکرامات انواع الثانی والعشرون الظہور باطوار مختلفۃ وھذا الذی تسمیہ الصوفیۃ بعالم المثال وبنوا علیہ تجسد الارواح وظہورھا فی صور مختلفۃ من عالم المثال (الحاوی للفتاوی صہ ۳۴۲ ج ۱)

ترجمہ: ابن السبکی طبقات کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ کرامات کئی قسم ہے یہاں تک کہ اس کی بائیسویں قسم یہ ہے کہ ولی اللہ مختلف اطوار میں بدلتا رہتا ہے۔ اُسی کو صوفیاء کرام عالم مثال کہتے ہیں۔ اس پر اُن کے قاعدہ کی بنا ہے کہ عالم ارواح مختلف اجسام میں اگر عالم مثال میں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کلیہ کی دلیل باریتعالیٰ کا قول فتمثل لہا بشرا سویا ہے۔

ف: اسی میں قضیب البان کا قصہ ہے جسے فقیر نے قضیب البان کے بیان میں لکھا ہے آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ف: یہاں پر ابن السبکی نے قضیب البان کا واقعہ بھی لکھا ان کے علاوہ اور قصے بھی بیان فرمائے جو آگے چل کر کچھ بیان کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

(۹) سیدنا ابو العباس سید احمد بدوی الشریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الدنیا کلہا خطوۃ عند اولیاء اللہ	یعنی دنیا ساری کی ساری اولیاء اللہ کے نزدیک ایک قدم ہے۔

(طبقات کبریٰ للشعرانی صہ ۱۶۳ ج ۱ مطبوعہ مصر)

(۱۰) امام احمد ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الطی الاصغر لعامۃ ھذہ الطائفۃ ان تطوی لھم الارض من مشرقہا الی مغربہا فی نفس واحدۃ (کتاب مذکور صہ ۲/۱۲)	یعنی طی اصغر عامہ اولیاء اللہ کو حاصل ہے وہ یہ کہ زمین مشرق سے مغرب تک ایک سانس میں ان کو طے کرادی جاتی ہے۔

(۱۱) حضرت سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی اپنی کتاب مستطاب سبع سنابل شریف میں یہی مسئلہ نہایت احسن طریقہ سے سمجھاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

اگر آئینہ را مقابل آسمان بداری عکس آسمان و عکس آفتاب کہ بر چہارم آسمان است

دراں صفا پیدا آید واگر آسمان حائل نباشد جملہ علویات وسفلیات درو متجلی شود د
تو در جملہ امکنہ حاضر باشی۔

ترجمہ: یعنی اگر آئینہ کو آسمان کے مقابل رکھو تو آسمان کا عکس اور آفتاب کا عکس
(جو چوتھے آسمان پر ہے) دونوں اُس میں آجائیں گے اور اگر آسمان حائل نہ ہو تو
جملہ علویات وسفلیات کا عکس اس میں آجائے۔ اسی طرح تمہارا آئینہ دل اگر
روشن ہو جائے تو جملہ علویات وسفلیات اس میں جلوہ گر ہو جائیں اور تم سب
مکانوں میں حاضر ہو جاؤ۔

ف: یہ کتاب سبع سنابل شریف کا حوالہ ہے جو بشہادت عارف باللہ سیدنا شاہ کلیم اللہ
جہاں آبادی قدس سرہ بارگاہ رسالت میں مقبول ہو چکی ہے اور دربار در بار با جملہ خویشاں وابنیاء
سے اُس پر مہر تصدیق ثبت کر دی گئی ہے۔

(۱۱) اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ سے
عرض کیا گیا کہ کیا اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ آپ نے اس کے جواب
میں ارشاد فرمایا۔

اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول
کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات شریف صہ ۱۲)

لطیفہ: بعض دیوبندی جمہور اہلسنت کی تحقیق سے آنکھ چرا کر کبھی کبھی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت
مجدد دین وملت مائۃ حاضرہ مؤید ملت قاہرہ شاہ احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ پر خوب برستے ہیں
جب کہ انہیں کسی عبارت سے محسوس ہو گیا اس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مذکورہ عبارات پر بعض
جاہل یا متجاہل دیوبندی خوب برستے ہیں۔

دیوبندیکا جاہلانہ انداز: چنانچہ پروفیسر کریم بخش مظفر گڑھی نے چہل مسئلہ حضرات بریلویہ جسے سرفراز گکھڑوی نے بڑی
آن بان سے شائع کیا ہیں عبارت مذکورۃ لکھ کر فساد کی آگ لگا کر اعلحضرت قدس سرہٗ کو یوں ہدف

ملامت بناتا ہے کہ،

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خدائی اختیارات دے کر لوگوں (اولیاء اللہ) کو بھی حق تعالیٰ کا شریک مانتا ہے۔ چنانچہ اس جواب دینے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عبارت کے جواب سے صاف ظاہر ہے کہ ایک ولی ہزاروں جگہ حاضر ہو جاتا ہے۔ (چہل مسئلہ ص ۱۱)

بھلا بتائیے اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کیا قصور ہے جب اس طرح تمام علمائے امت اور صلحائے ملت اعلیٰ حضرت سے پہلے اس سے بھی کچھ زائد لکھ گئے ہیں۔ لیکن ایسے دیوبندیوں کی خیانت پہ حیرانی ہوتی ہے کہ انہوں نے عوام کو بہکانے کے غلط طریقے اختیار کر رکھے ہیں۔ اسی طرح کی کئی خیانتیں اور جھوٹ پروفیسر مذکور نے تحریر کئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس کا بہترین رد بھی لکھا جا چکا ہے جسے فاضل جلیل مولانا ابو الفیض محمد عبد الکریم صاحب ابدالوی چشتی رضوی خانقاہ ڈوگراں نے تحریر فرمایا ہے اس کتاب کا نام ہے "دیوبندیوں کے جھوٹ اور خیانتیں"

الجواب: گکھڑوی کے پروفیسر صاحب اور ان جیسے جاہل دیوبندیوں وہابیوں کی توحید بھی عجیب ہے کہ کسی کو ہزاروں جگہ حاضر و ناظر ماننا خدا تعالیٰ کا شریک بنا دینا ہے۔ اب اس عقیدہ غلیظہ کو سامنے رکھ کر فقیر کے دلائل اور پھر اُن کے اکابر کے حوالہ جات پر غور کیجئے۔ اس کے بعد ایسے جاہلوں کی غلط روی پر خوب ہنسئے۔

(۱۱) سیدنا ابو المواہب امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

ومنها شهود الجسم الواحد في مكانين في آن واحد كما رأى محمد صلى الله عليه وسلم نفسه في أشخاص بني آدم السعداء حين اجتمع به في السماء الأولى كما ... الخ (اليواقيت ص ۳۶، ۲۷)	ان میں سے بعض یہ بھی ہے کہ ایک جسم کا آن واحد میں دو مکانوں میں موجود ہونا جیسے حضور علیہ السلام نے اپنے آپ کو بنی آدم کے سعادتمندوں میں دیکھنا جب کہ آپ کو اول آسمان میں بھی ملے۔ الخ

اور انسانی روحیں جب مقدس ہو جاتی ہیں تو کبھی اپنے بدنوں سے الگ ہو کر اُن ہی بدنوں کی صورتوں یا دوسری شکلوں میں ظاہر ہو کر جبریل علیہ السلام کی طرح جیسا کہ وحیہ کلبی یا بعض اعراب کی صورت میں ظاہر ہوتے تھے۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تشریف لے جاتی ہیں اور ان کا اپنے بدنوں کے ساتھ ایک قسم کا تعلق باقی رہتا ہے اور وہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے بدنوں سے ان روحوں کے کام صادر ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ بعض اولیاء قدست اسرارہم کے متعلق منقول ہے کہ وہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر دیکھے جاتے ہیں اور یہ بات صرف اس وجہ سے ہے کہ ان کی روحیں قوت تجرد اور انتہائے تقدس میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیتی ہیں۔ اس وجہ سے وہ روحیں متمثل ہو کر کسی جگہ وارد ہوتی ہیں حالانکہ ان کا اصلی بدن دوسرے مقام پر ہوتا ہے۔

(۱۴) یہی علامہ موصوف اسی روح المعانی میں اسی مقام پر تھوڑا سا کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

وهذا امر مقرر عند السادات الصوفية مشهور فيما بينهم وهو غير طي المسافة والانكار من ينكر كلامنها عليهم مكابرة لاتصدر الا عن جاهل او معاند وقد عجب العلامة التفتازاني من بعض فقهاء اهل السنة كابن مقاتل حيث حكم بالكفر على معتقد ما روي عن ابراهيم بن ادهم قدس سره انهم رأوه بالبصرة يوم التروية ورئي ذالك اليوم بمكة منيا رنعم ان ذالك من جنس المعجزات الكبار وهو مما لايثبت كرامة لولي وانت تعلم ان المعتمد عندنا

اس کی تفصیلی گفتگو بحث معراج میں بیان ہو چکی ہے۔

۱۲ یہی امام ممدوح الصدر اسی کتاب مذکور میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

ثم ان المعترض ینکر علی الاولیاء مثل ھذا فی تطورا تھم وقد کان قضیب البان یتطور فیما شاء من الصور فی اماکن متعددۃ وکل صورۃ خوطب فیھا اجاب ان اللہ علی کل شیٔ قدیر۔

وہ منکر جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ متعدد مقامات پہ بیک وقت کیسے پہنچ سکتے ہیں حالانکہ حضرت قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ مختلف صورتوں میں مختلف مقامات پہ جہاں چاہتے تشریف لے جاتے اور صورت وشکل میں جواب عنایت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام قدرتیں حاصل ہیں۔

۱۳ حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

والا نفس الناطقۃ الانسانیۃ اذا کانت قدسیۃ قد تنسلخ من الابدان وتذھب متمثلۃ ظاھرۃ بصور ابدانھا او بصور اخری کما یتمثل جبرئیل علیہ السلام ویظھر بصورۃ دحیۃ او بصورۃ بعض الاعراب کما جاء فی صحیح الاخبار حیث یشاء اللہ عزوجل مع بقاء نوع تعلق لھا بالابدان الاصلیۃ یتاتی مع صدور الافعال منھا کما یحکی عن بعض الاولیاء قدست اسرارھم انھم یرون فی وقت واحد فی عدۃ مواضع وغایۃ تقدسھا فتتمثل و وتظھر فی موضع وبدنھا الاصلی فی موضع آخر ۃ تقل ولد ھاشمی بنجد للعامریۃ دار (روح المعانی ص۱۳ ج۲۲)

جواز ثبوت الکرامۃ للولی مطلقاً الا فیما یثبت بالدلیل عدم

امکانہ کالاتیان بسورۃ من احدی سورۃ القرآن وقد

اثبت غیر واحد تمثل النفس وتطورھا لنبینا صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم بعد الوفاۃ وادعی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قد یری

فی عدۃ مواضع فی وقت واحد مع کونہ فی قبرہ الشریف

یصلی وقد تقدم الکلام مستوفی فی ذالک

ترجمہ: اور یہ امر سادات صوفیہ کے نزدیک ثابت شدہ اور ان کے درمیان مشہور ہے اور وہ طے مسافت کے علاوہ ہے اور جو شخص ان دونوں کمالات اطے مسافت اور بیک وقت مقامات متعددہ میں موجود ہونے کا منکر ہے۔ اس کا انکار مکابرہ ہے جو سوائے جاہل یا معاند کے کسی سے صادر نہیں ہو سکتا اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے ابن مقاتل جیسے بعض فقہاء اہل سنت پر سخت تعجب کا اظہار کیا ہے۔ اس حیثیت سے کہ انہوں نے ایسے شخص پر کفر کا فتوی لگایا جو ابراہیم بن ادھم قدس سرہ کے متعلق اس روایت کا معتقد ہے کہ لوگوں نے انہیں ذوالحج کی آٹھویں تاریخ کو بصرہ میں دیکھا اور وہ اسی دن مکہ میں بھی دیکھے گئے اور ان کے حکم کفر کا مدار اس امر پر ہے کہ انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر موجود ہونا انبیاء علیہم السلام کے بڑے معجزات میں سے ہے اور یہ ان امور میں سے ہے جو ولی کے لئے بطور کرامت ثابت نہیں ہو سکتے حالانکہ تو جانتا ہے کہ ہم اہل سنت کے نزدیک معتبر مسلک یہ ہے کہ نبی کا معجزہ ولی کے لئے بطور کرامت ثابت ہو سکتا ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سوائے اس معجزہ کے جس کا صدور ولی کے حق میں ناممکن ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو جائے۔ جس طرح قرآن مجید کی سورتوں

ہیں سے کسی سورت کی شکل بے آنا، اس کے سوا باقی تمام معجزات خواہ وہ کیسے ہی عظیم الشان ہوں اولیاء اللہ کے لئے بطور کرامت ان کا صدور وظہور ہو سکتا ہے اور بکثرت علماء محققین نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وفات شریف کے بعد آپ کی روح مقدس کے متمثل ہو کر ظہور فرمانے کو ثابت کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات ایک ہی وقت میں بہت سی جگہوں میں دیکھے جاتے ہیں حالانکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں اور اس مسئلہ میں اس سے پہلے نہایت تفصیلی کلام گذر چکی ہے۔

۱۵ علامہ موصوف چند سطریں آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ

ولیس ذالک مما ادی الحکیمون استحالۃ من شغل النفس الواحد لا اکثر من بدن واحد بل ھو امر وراءہ کما لا یخفی من نور اللہ تعالیٰ بصیرۃ

ساتھ ہی یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ بیک وقت متعدد مقامات میں ان مقدس حضرات کا موجود ہونا اس قبیل سے نہیں ہے جس کے محال ہونے کا فلسفیوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ایک روح کا شغل ایک بدن سے زائد بدنوں کے ساتھ ناممکن ہے ان حضرات کا یہ کمال فلاسفہ کی محال قرار دی ہوئی صورت کے علاوہ اور اس سے بہت بلند ہے جیسے کہ یہ حقیقت ان لوگوں پر ظاہر ہے جن کی بصیرت کو اللہ تعالےٰ

اکابر دیوبند کے اقوال سے استدلال

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو دیوبندیوں کے تمام اکابر واصاغر کے مسلم مقتدا ہیں فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷ پر لکھتے ہیں۔

"رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما

ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے۔ آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائلِ نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے سامنے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محلِ کلام نہیں

۲۔ دیوبندیوں کا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نوادر النوادر ص ۴۹۸ میں شیخ حسین جونپوری کا ایک واقعہ نقل کر کے لکھتا ہے کہ:

"حق سبحانہ و تعالیٰ نے اُن کو مرتبہ روحی عطا فرمایا ہے اور قدرت دی ہے کہ بسبب تجدد ارواح کے ایک حالت میں اور ایک مقام میں چند جگہ ظاہر ہوں۔"

۳۔ تھانوی مذکور "نشر الطیب" کے حاشیہ میں لکھتا ہے کہ

"بنا بر قواعد تصوف یہ ممکن ہے کہ جسم عنصری ملکوت میں پہنچ کر اور جسم مثالی ناسوت میں رہا ہو۔"

ف) تھانوی کا اس عبارت سے منشا یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم معراج کی رات زمین پر بھی رہے اور عالم ملکوت پر بھی تشریف لے گئے دونوں جگہ حاضر رہے ایک جگہ جسم عنصری سے اور دوسری جگہ جسم مثالی سے۔

یہی بات تو ہم کہتے ہیں لیکن خدا بیڑا غرق کرے تعصب کا وہ حق و باطل کی تمیز نہیں کرنے دیتا۔ وہی بات ہم کہیں تو شرک اگر وہ کہیں تو عین اسلام (انا للہ وانا الیہ راجعون)

عقلی دلیل

اولیاء کرام اور انبیاء عظام علیٰ نبینا و علیہم السلام بہت اونچے مراتب کے مالک ہیں لیکن جنات تو ایک معمولی مخلوق ہے جن کے وجود کا اسلام کا عاشق انکار نہیں کر سکتا ہے اور نہ صرف

ان کے وجود کا اقرار ہے بلکہ ہمارے مخالفین کو یہ بھی اعتراف ہے کہ وہ بیک وقت متعدد[1] مقامات میں موجود ہوتے ہیں۔

جب جنات کے لیئے نہ صرف ممکن بلکہ ایک حقیقت ہے تو پھر انبیاء عظام اور اولیاء کرام کے لئے کیوں ضد ہے۔

سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

واذا جاء فی الجن ان یتشکلوا فی صور مختلفۃ فالانبیاء والاولیاء اولی بذلک	یعنی جب جنات مختلف شکلوں میں متشکل ہونے کی قدرت رکھتے ہیں تو پھر انبیاء و اولیاء اس قدرت کے زیادہ لائق ہیں۔

اور یہ مسلمات میں سے ہے کہ جنات کی یہ طاقت سادات اولیاء کرام و انبیاء عظام علی انبیا

---

[1]: متعدد کیا اربوں سنکھوں مقامات میں۔ دیکھئے قرآن پاک گواہ ہے کہ شیطان لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور اُس کے حملوں سے اللہ کے مخلص بندے ہی بفضلہٖ تعالیٰ بچے رہتے ہیں اور دوسرے بیچارے اس دیو راہ مارے سے بچنے کے لئے خواہ کتنے بند باندھیں مگر وہ دیو بند نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہوا کہ کسی اللہ والے نے اس دیو کے لئے بند بندھوایا جائے اور ان کو ہی ولی کہا جاتا ہے۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ اولیاء اللہ کی ہی تنقیص ہوتی ہے تو دیو کیسے بند ہو اگر صحیح صحیح دیو بندی بننا چاہو تو پہلے کسی اللہ کے بندے کے بندے بنو بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ؎

پیش مردِ کامل پامال شو

ورنہ تنقیص سے گھاٹا ہی گھاٹا ہے نفع قطعاً نہیں۔

خرد کا نام رکھ دیا جنوں

علاوہ ازیں رُوح جس کی وجہ سے انبیاء واولیاء کو متعدد مقامات پر موجود مانا جاتا ہے نہیں ملکی طاقت ہوتی ہے جس کا ظہور بوقت خواب ہوتا ہے جب کہ جسم ایک مقام پہ ہے لیکن رُوح اس جسم میں ہونے کے باوجود متعدد مقامات کی سیر کر رہی ہوتی ہے۔ اسی طرح عالم برزخ میں جب رُوح کی پرواز ہوگی تو وہ بیک وقت جسم سے معلق ہوگی اور علیین یا سجین میں بھی جس کی تفصیل رُوح کی بحث میں ہے

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب عام روح کو ملکوتی قوت و طاقت میسر ہے اس کے بالمقابل جنی طاقت کیا وقعت رکھتی ہے اور پھر ولایت و نبوت کی روحانیت کا اندازہ خود لگالیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے مخالفین (دیوبندی، وہابی، مودودی، احراری وغیرہم) ایک جن کے لئے تو یوں مانتے ہیں کہ

"جن کی یہ طاقت ہے کہ اس کا ایک طلب گار مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں اور دونوں بیک وقت اسی معین جن کی حاضری چاہتے ہیں تو وہ جن بیک وقت ان دونوں کے پاس موجود ہوگا اور یہ طاقت اُسے ہر وقت حاصل ہے۔"

ایسے قول پر ہمارے مخالفین کی زبان اور قلم کو جنبش نہیں آئے گی بلکہ کہیں گے ہذا الجواب صحیح والمجیب نجیح۔

لیکن اگر یہی بات۔ نبی یا ولی (علیہ السلام وعلیہ رحمت) کے لئے کہہ دی جائے تو ان کا قلم گن مشین کی طرح شرک کے گولے برسانے لگتا ہے خواہ ان کی زد میں ان کے اپنے اکابر بھی کیوں نہ آجائیں اور زبان کی جنبش تو شرک گردانے میں تسبیح کا دانہ بن جائے گی فیا للعجب

اب اگلے باب میں جو حکایات پیش کی جارہی ہیں اُن کو پڑھ کر تمام ناظرین حضرات خود فیصلہ

کریں کہ اُن کے بقول کون کون بزرگ شرک کی قید میں آتے ہیں اور کون کون حضرات شرک سے بچ رہے ہیں۔

براہ انصاف تمام مذکورہ بالا صاحبان کو فیصلہ خود ہی کرنا ہوگا (فقیر اویسی غفرلہٗ)

حکایات

حکایت ۱: حضرت قضیب البان الموصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ ابدال میں سے تھے آپ کو بعض نے جنہوں نے آپ کو نماز پڑھتے نہ دیکھا تھا تارک الصلوٰۃ ہونے کی تہمت لگائی۔ آپ اسی وقت چند صورتوں میں متشکل ہو کر فرمانے لگے،

فی ای هذه الصور رأیتنی ما اصلی	تو نے مجھے ان صورتوں میں سے کون سی صورت میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ (الحاوی للفتاوی ص ۲۲۸ ج ۱)

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حکایت مذکور لکھ کر تحریر فرماتے ہیں:

ولهم حکایات کثیرة مبنیة علی هذه القاعدة وهی من امهات القواعد عندهم (والله اعلم)	اس کے علاوہ اور بہت سی حکایتیں ہیں جن کی بناء اسی قاعدہ پر ہے اور یہ قاعدہ ان کے ہاں امہات القواعد کا حکم رکھتا ہے۔

وہ قاعدہ یہی ہے کہ ولی کامل متعدد صورتوں میں متشکل ہونے پر قدرت رکھتا ہے۔

حکایت ۲: حضرت شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبقات کبریٰ (کتاب) میں فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو العباس الملثم رحمہ اللہ کی خدمت میں جمعہ کے دن حاضر ہوئے

آپ باتیں سنا رہے تھے آپ کی باتیں نہایت لذیذ تھیں۔ ہم باتیں سن رہے تھے۔ آپ کا غلام انہیں وضو کرا رہا تھا آپ نے فرمایا اے مبارک کہاں جاتے ہو۔ عرض کی جامع مسجد میں آپ نے فرمایا جماعت ہو گئی میں بھی جماعت میں شامل ہوا تھا۔ غلام جامع مسجد گیا واپس لوٹ کر کہنے لگا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو کر واپس آ رہے ہیں۔ واپس آ کر اپنے شیخ سے ماجرا پوچھا آپ نے فرمایا اُعطیت التبدل یعنی مجھے مختلف صورتوں میں متشکل ہونے کی قدرت عطا کی گئی ہے (الحاوی للفتاوی ص ۳۴۸ ج ۱)

(ف ۱) شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں طبقات کبریٰ میں حضرت ابوالعباس الملثم کے حالات کے بارے میں کہ وہ صاحب الکرامات والاحوال تھے اُن کے خصوصی صحبت یافتہ اُن کے شاگرد حضرت شیخ صالح عبدالغفار بن نوح صاحب کتاب "الوحید فی علم التوحید" نے اپنی اس کتاب میں اپنے شیخ کی بہت کرامتیں لکھی ہیں منجملہ ان کے ایک یہی ہے جو مذکور ہوئی۔

(ف ۲) ابن السبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحب حکایات کا فرمان کہ میں نے نماز پڑھ لی یعنی صفات بدلیت میں سے ہے کیونکہ وہ خود تو ایک مکان میں ہوتے ہیں لیکن اُن کی صورت مثالی دوسری جگہ ہوتی ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ اس صفت بدلیت کو کشف صوری حاصل ہوتا ہے جس سے حائل شدہ دیواریں ہٹ جاتی ہیں پھر وہ جہاں چاہیں چل کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(کتاب مذکور)

حکایت نمبر ۳: حضرت صفی الدین بن ابی منصور رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ شیخ مفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اپنے شہر میں ایک واقعہ پیش ہوا وہ اس طرح کہ ایک شخص نے کہا کہ شیخ مفرج کو میں نے عرفہ کے دن حج کرتا ہوا دیکھا دوسرے نے کہا غلط ہو تو زن طلاق یعنی جس شخص نے کہا شیخ نے حج پڑھا ہے اگر میں نے شیخ کو عرفہ میں نہ دیکھا تو میری عورت کو طلاق۔ یہ دونوں اپنا جھگڑا لے کر شیخ کی خدمت میں پہنچے آپ نے ماجرا سنکر فرمایا جاؤ کسی کی عورت کو طلاق نہیں تم دونوں سچے ہو میں نے شیخ سے پوچھا یہ کیا راز ہے آخر ایک

کو ان میں سے ضرور حانث ہونا چاہیئے۔ اس وقت ہمارے ہاں بہت لوگ موجود تھے۔ شیخ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک یہ راز ہے جو ہمیں عطا ہوا سب کو آپ نے بات سمجھائی میں نے کہا مجھے اس کی وضاحت معلوم ہو گئی آپ نے مجھے فرمایا کہ اس کی وضاحت کر دو۔ میں نے کہا جب ولی کو ولایت عطا ہوتی ہے تو اُسے متعدد صورتوں میں متشکل ہونے کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے وہ اپنی روحانیت کے ذریعے متعدد جہات میں بیک وقت ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اُسے ایسے طور بدلنا اور مختلف صورتوں میں متشکل ہونا ان کے اپنے ارادہ مطابق قدرت دی جاتی ہے۔ پس وہ صورت جو عرفہ میں ظاہر ہوئی وہ بھی حق ہے بنا بریں ہر ایک دیکھنے والا اپنی قسم میں سچا ہے۔

جب میں نے اس تقریر کو ختم کیا تو شیخ نے فرمایا (ھذا ھوالصحیح) یہی وہ بات صحیح ہے۔

سوال: امام یافعی نے اس واقعہ کو کفایہ میں بیان کر کے فرمایا:

"اگر کوئی سوال کرے کہ یہ بات مشکل ہے نہ ہی فقیہہ ماننے کو تیار ہے اور نہ عقل تسلیم کرتی ہے بنا بریں دونوں کا حانث نہ ہونا شرعاً ناجائز ہے کیونکہ ایک شخص کا دو مکانوں میں بیک وقت موجود ہونا عقلاً محال ہے"۔

جواب: شیخ صفی الدین جن کا اوپر ذکر ہوا فرماتے ہیں کہ یہ بات محال نہیں ہے کیونکہ یہ حالت روحانیہ صورتوں میں متعدد ہونے کی ہے اور نہ کہ ایک ہی صورت کا متعدد مقامات میں موجود ہونا جو مستلزم محال ہے۔

ف: گویا ایک ڈگری ہے جو بھی پاس کرے پھر جہاں چاہے جیسے چاہے جس طرح چاہے کرے لیکن وہابیہ دیوبندیہ نہ تو خود یہ ڈگری حاصل کر سکے اور نہ حاصل کرنے والوں کے قائل پورے کم فہم واقع ہوئے ہیں کہ اولیاء کرام کے مقامات سے بے خبر ہیں۔ اویسی غفرلہ

سوال: وہی اشکال تو باقی ہے کہ ایک شخص متعدد شکلوں میں کس طرح موجود ہو سکتا ہے۔

جواب: ایک شخص کا متعدد شکلوں میں متشکل ہونا کئی بار وقوع پذیر ہوا اور مشاہدہ میں آچکا ہے اس کا انکار نہ کرنا چاہیئے۔ اگرچہ عقل نہ بھی مانے کیونکہ یہ مسئلہ تو ہر مذہب کے فقہا اور متکلمین کے نزدیک مانا جا چکا ہے کہ

"ان الکعبۃ المعظمۃ شوھدت تطوف بجماعۃ من الاولیاء فی اوقات غیر مکانہا"

"کعبہ معظمہ کو مختلف مقامات میں اپنے مکان سے ہٹ کر بارہا اولیاء کرام کا طواف کرتے دیکھا گیا ہے"۔

"ومعلوم انہا فی مکانہم لم تفارقہ فی تلک الاوقات"

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں اوقات میں وہ کعبہ اپنے اصلی مکان سے جدا نہ ہوتا تھا۔

منجملہ ان کے ایک واقعہ حضرت قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے جو کہ ہم کو اکابر سے پہنچا ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

"اڑنا کوئی کمال نہیں بلکہ کمال اس میں ہے کہ ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ اور ایک دوسرے کی زیارت کا شوق رکھتے ہوں۔ اب وہ ایک دوسرے کو ملتے بھی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو بھی کرتے ہیں واپس آکر اپنے مکان میں پہنچتے ہیں لیکن لوگوں کو پتہ بھی نہیں چلتا بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صاحبان اپنے مکان سے کہیں اور جگہ نہیں گئے"۔

کذا فی الحادی للفتاوی ص

ے وکذا فی رد المختار وعلی الدر المختار

حکایت ۴: روض الریاحین میں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں سے منقول ہے کہ ایک شخص ایک سال حج کو گیا۔ جب واپس لوٹا تو اپنے بھائی کو کہا کہ میں نے حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو عرفہ کے موقف میں دیکھا۔ اُس کے بھائی نے کہا ہم نے تو آٹھویں ذوالحج کو اُن کو اپنے بستر پر اُن کے گھر دیکھا تھا۔ حاجی بھائی نے قسم کھا کر کہا اگر غلط ہو تو میری عورت کو طلاق کہ میں نے اُسے موقف میں دیکھا تھا دوسرے بھائی نے کہا چلو اٹھو۔ اُن سے ماجرا پوچھ لیجیے۔

دونوں نے جا کر شیخ سے ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا اس بات سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا جاؤ اللہ اللہ کرو اور جب حاجی بھائی نے قسم اٹھائی تھی اُسے فرمایا جا اپنی عورت کو گھر لے جا لیکن یہ بات آئندہ کسی سے نہ کہنا

حکایت ۵: حضرت الشیخ الامام علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک استفتا آیا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ فلاں شب شیخ عبدالقادر طشطوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ میرے ہاں تھے دوسرے شخص نے بھی یہی قسم اٹھائی اور دونوں نے قسم اٹھائی کہ اگر ہم دعویٰ میں جھوٹے نکلے تو زن طلاق۔

اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہ۔ میں نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں قاصد بھیج کر واقعہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

ولو قال اربعة انى بت عندهم لصدقوا	یعنی اگر چار آدمی بھی اس بات کا دعویٰ کریں تو ان کی تصدیق کر لینا کہ میں اُن کے پاس شب باش ہوں گا۔

میں نے شیخ کی بات سن کر فتویٰ دیدیا کہ ان دونوں میں سے کسی عورت کو طلاق نہیں۔

(ف) اس کی تقریر از روئے فقہ یوں ہوگی کہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرتا ہے یا نہیں کیونکہ واضح بات ہے کہ دونوں کے مابین تنازع کا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ ان دونوں کا ایک ہی وقت حانث ہونا تو ممکن نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی پر حنث کا حکم دیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ اس طرح ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اور وہ ناجائز ہے اور ولی اللہ کا متعدد مقامات پہ موجود ہونا ممکنات سے ہے۔

جب یہ بات ممکن ہے تو پھر ظاہر ہے کہ ایسا شخص حانث نہیں کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شئے کسی کے لئے ممکن ہو تو اس کے لیے حنث کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا اس لئے کہ اس کے صدق کا امکان موجود ہے۔

بنا بریں اس صورت میں شک کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی اس امر کیلئے کسی اور تقریر کی حاجت ہے ہاں یہ امر ضروری ہے کہ ہم ثبوت پیش کریں کہ محلوف علیہ ولی کامل کا مختلف مقامات میں ایک ہی وقت میں موجود ہونا ممکن ہے۔ یہ مسئلہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور علماء نے بھی میری طرح عدم حنث کا فتویٰ دیا ہے ان کی دلیل بھی یہی بات ہے کہ ایسا امر محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔

(ف) سوال کے جواب میں علامہ مدرس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک مستقل رسالہ لکھا بنام "المنجلی فی تطور الولی" جو "الحاوی للفتاویٰ" کے ساتھ مصر میں چھپا ہے جس کا فقیر نے اردو ترجمہ کر کے بنام "ولی اللہ کی پرواز" شائع کرایا۔

حکایت ۱۲: شیخ خلیل مالکی اپنی مشہور کتاب المختصر (جو اپنے شیخ شیخ عبداللہ المتوفی کے مناقب میں لکھی ہے) چھٹے باب (جس میں ان کے طی الارض کا ذکر ہے کہ باوجودیکہ مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہیں لیکن اصلی مقامات سے بھی گم نہیں ہوتے) میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حجازِ مقدس سے واپس آکر شیخ کے متعلق پوچھا کہ کہاں ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں نے ان کو عرفات میں دیکھا۔

لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے گھر سے باہر کہیں نہیں گئے۔ حاجی صاحب نے قسم اٹھائی۔ شیخ

کو ماجرا معلوم ہوا۔ حاجی صاحب مذکور اس واقعہ کو بیان کرنے والے تھے کہ شیخ نے سکوت کا اشارہ فرمایا۔ (الحاوی للفتاوی صہ)

(ف) اسی قسم کے خلیل نے اپنے شیخ کے بہت سے واقعات بیان فرمائے ہیں (کتاب مذکور)

حکایت نمبر ۷: حضرت قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ کو کسی ایک فقیہہ نے کہا کہ آپ نماز کے لیے جماعت میں شامل کیوں نہیں ہوتے۔ ایک اجتماع میں شیخ نے اس فقیہہ کے سامنے چار مختلف صورتوں میں آٹھ رکعت نماز پڑھی اور فرمایا ای صورۃ لم تصل معکم ان میں سے کون سی صورت نے تمہارے ساتھ نماز نہیں پڑھی فقیہہ نے شیخ کے ہاتھ چوم لئے اور آئندہ انکار کرنے سے توبہ کرلی۔ الحاوی للفتاوی

(ف) سراج الدین بن اللقن فرماتے ہیں (میں نے ان کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب طبقات الاولیا سے نقل کیا ہے کہ) شیخ قضیب البان الموصلی صاحب کرامات متکاثرہ ہیں۔ موصل میں رہے اور آپ کا وطن بھی موصل تھا۔ آپ ۵۷۰ھ کے قریب فوت ہوئے اسے کمال بن یونس رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا (کتاب مذکور)

حکایت نمبر ۸: حضرت شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے بعد از نماز جمعہ دعوت کا عرض کیا آپ نے فرمایا انشاء اللہ آجاؤں گا پھر اسی طرح چار آدمی اور آگئے اور ہر ایک نے پہلے کی طرح جمعہ کے بعد دعوت کا عرض کیا آپ نے ہر ایک کو دعوت کا وعدہ دیا آپ جمعہ کی نماز پڑھ کر پھر اسی طرح فقہاء کی مجلس میں بیٹھ گئے کسی ایک کی دعوت پر تشریف نہ لے گئے۔

آپ بیٹھے ہی تھے کہ وہی پانچوں حاضر ہوئے اور کہنے لگے حضور ہماری دعوت پر تشریف لانے کا شکریہ (الحاوی للفتاوی صہ ۲۷۱)

حکایت نمبر ۹: میں نے شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ تعالیٰ کے مناقب میں (جو اس کے

بعض شاگردوں کی لکھی ہوئی ہے، دیکھا ہے کہ شیخ کی جماعت کا ایک شخص حج سے واپس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے شیخ کو مطاف اور مقام ابراہیم کے پیچھے اور منٰی اور عرفات میں دیکھا ارادہ کیا کہ جب واپس پہنچوں گا تو شیخ کے متعلق پوچھوں گا لوگوں نے کہا ٹھیک ہے میں نے بعض احباب سے پوچھا شیخ کہیں سفر کو گئے یا اپنے شہر سے بھی کبھی باہر نہیں گئے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ جب میں شیخ کے دربار میں پہنچا۔ السلام علیکم کہا تو شیخ نے پوچھا کہ اپنے حج کے سفر میں کن کن لوگوں کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا حضور! اس سفر میں آپ کو دیکھا تھا۔ آپ نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا،

الرجل الکبیر ملاء الکون لودعی القطب من حجرہ لاجاب	ولی کامل دنیا کو محیط ہوتا ہے اگر قطب کو کسی ہی پل کھڑے ہو کر پکارا جائے تو وہ اُسی وقت جواب دے گا۔

ف اسی قول کے تحت ہم کہا کرتے ہیں ؎ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ اور ؎

بگرداب بلا افتادہ کشتی	مدد کن اے معین الدین چشتی

وغیرہ وغیرہ لیکن وہابیہ دیوبندیہ نے کفر و شرک کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے لیکن وہ صرف ہمارے لئے

ف شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب مذکور میں لکھتے ہیں کہ خصائص الٰہیہ کو کسی قسم کی رکاوٹ نہیں کہ اس قسم کی قدرت اپنے بندوں میں پیدا کر دے۔ دیکھئے حضرت عزرائیل علیہ السلام ہر گھڑی میں بے شمار مخلوق کی ارواح قبض کرتے ہیں اور اُن احضرت عزرائیل، کو ہر ایک مختلف شکلوں میں دیکھتا ہے۔

حکایت ۱۱: ایک دن حضرت کمال بن یونس رحمہ اللہ اپنے رفقاء کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت قضیب البان رحمہ اللہ تعالیٰ آپہنچے تو یہ لوگ ڈر گئے۔ حضرت قضیب البان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے یونس ہر وہ علم جو اللہ تعالیٰ کو ہے تو اُسے جانتا ہے۔ ابن یونس نے کہا نہیں انہوں نے فرمایا مجھے وہ علم حاصل ہے جو تجھے معلوم نہیں۔ ابن یونس کو پتہ نہ چلا کہ یہ کیا

فرمارہے ہیں یہ آخری بات حضور غوث پاک سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر گیلانی سے پوچھی گئی آپ نے فرمایا:

ھو ولی مقرب ذو حال مع اللہ	وہ ولی کامل اور مقرب ہیں اللہ تعالیٰ
وقدم صدق عندہ	اسے خاص راز رکھنے والے اور نہایت برگزیدہ مرد ہیں۔

لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو اسے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا وہ پڑھتے تو ہیں لیکن تمہیں پتہ نہیں چلتا۔ میں تو انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ موصل میں نماز پڑھیں یا زمین کے کسی خطہ میں لیکن اُن کا سجدہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے ہوتا ہے (الحاوی للفتاوی ص ج ۱)

(ف) اس سے چند مسائل ثابت ہوئے:

(۱) ولی اللہ کے کئی جسم ہوتے ہیں وہ بیک وقت کئی جسموں کے ساتھ کئی مقامات پر حاضر ہوتے ہیں۔

(۲) فقیر اگر بظاہر نماز نہ پڑھتا ہو تب بھی یہ نہ کہنا چاہیے کہ وہ بے نماز ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے جسم کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہوں بشرطیکہ وہ صحیح معنوں میں فقیر ہو ورنہ بہت سے ابلیس انسانی بھیس بدل کر لوٹ مار کرتے پھرتے ہیں۔ کما قال مولانا رومی قدس سرہٗ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ٭ پس بہر دستے نباید داد دست

حکایت ۱۹: حضرت ابو الحسن قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اُن کے گھر میں دیکھا تو اُن کے جسم شریف نے گھر کو بھرا ہوا تھا پھر اِن کا جسم عادت کے خلاف بڑھنے لگا میں ان کے گھر سے نکلا کیونکہ اُن کی ہیبت ناک شکل نے مجھے ڈرا دیا پھر اُن کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ گھر کے ایک کونہ میں نہایت چھوٹی شکل میں ہیں یہاں تک کہ وہ چڑیا

کے برابر معلوم ہو گئے۔ پھر تیسری بار میں اُن کے گھر گیا تو پھر اپنی اصلی شکل میں نظر آئے۔

ف اس کے علاوہ طبقات اولیاء میں اس جیسی اور بہت حکایات جمع فرمائی گئی ہیں (الحاوی للفتاوی)

حکایت ۱۲: شیخ برہان الدین ابناسی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے "تلخیص الکوکب المنیر فی مناقب الشیخ ابی العباس البصیر" میں فرماتے ہیں کہ میرے شیخ کی کرامات سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک دن شیخ ابو الحجاج اقصری اور میرے شیخ ابی العباس مکہ شریف میں جمع ہوئے اور ابی الحجاج نے میرے شیخ سے پوچھا کہ آپ کو ہفتہ کے طواف سے بھی شرف حاصل ہے (یعنی ہفتہ میں ایک بار بذریعہ کرامت طواف کعبہ کو جاتے ہیں) تو آپ نے فرمایا بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کا کعبہ طواف کرتا ہے، ابو الحجاج نے دیکھا کہ دونوں کا کعبہ طواف کر رہا ہے)

ف شیخ ابناسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"

"اس بات کا انکار نہ کیا جائے کیونکہ اس حکایت جیسی اور بھی بہت سی حکایات صالحین سے موافقت رکھتی ہے" (کتاب مذکور)

حکایت ۱۱، صاحب الوحید فرماتے ہیں،

"اولیاء میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو جسم سے خالی ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ٹھیکری کی طرح ہو جاتے ہیں گویا اُن میں روح بھی نہیں ہے چنانچہ مجھے علی بن المظفر شیخ شمس الدین الاصبہانی (جو عالم، مدرس اور شہر قوص کے حاکم بھی تھے) سے خبر دیتے ہیں کہ اکثر وہ اپنے جسم سے علیحدہ رہتا ۔ پھر تیسرے دن اپنے جسم میں لوٹ آتا تھا۔"

ف میں کہتا ہوں اصبہانی مذکور علامہ شمس الدین مشہور ہیں شرح المحصول کے مصنف کے علاوہ اصول کی بڑی کتب کے مصنف بھی ہیں ابن السبکی اپنی طبقات میں شیخ تاج الدین الفرکاح سے

سے نقل کرتے ہیں کہ

انہ قال لم یکن فی زمانہ فی علم الاصول	علم اصول میں ان جیسا اُن کے زمانہ کوئی نہیں تھا (الحاوی للفتاوی ص ا

حکایت ۱۴: قطب العارفین سیدنا امام شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ نے ایک دن میں پچاس مقامات میں خطبہ پڑھ کر نماز جمعہ پڑھائی (الجواہر الدرر ص ۱۶۵)

حکایت ۱۵: امام موصوف رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اسی طرح سیدنا محمد خضری قدس سرہٗ کے لئے واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے مقام سرس کے علاوہ چند شہروں میں بیک وقت جمعہ کے دن نماز ادا فرمائی۔ (کتاب مذکور)

حکایت ۱۶: سیدنا عبد القادر شطوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے مصر میں روضۃ المقیاس نامی باغ کے مقابل ایک جزیرہ میں ایک شخص کے پاس رات گذاری اور اسی شب دوسرے شہر میں دوسرے شخص کے پاس۔ دونوں نے اس شب میں انہیں دودھ پلایا اور ہر ایک اپنے اپنے باورچی خانہ کی چھت پر اُن کے ساتھ سویا اور صبح تک ان کے ساتھ رہا پھر ایک ایسی جماعت نے بیان کیا جو بحر فرات کے اطراف کی جانب سفر کرنے میں سلطان قایتبائی کے ہمراہ تھی کہ سلطان نے مصر سے برآمد ہونے کے قبل سیدنا عبد القادر قدس سرہٗ کے سفر کی اجازت طلب کی چنانچہ انہوں نے اجازت مرحمت فرمادی پھر جب سلطان سفر کر کے شہر حلب میں پہنچا تو وہاں پر ایک خلوت گاہ میں سیدنا عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ کو بیمار پایا اور لوگ آپ کے آس پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ شیخ کو یہاں پر تقریباً ایک سال ہوگیا ہے اس قدر کمزور ہیں کہ چل نہیں سکتے حالانکہ سلطان جب آپ کو مصر میں تندرست چھوڑ کر سفر کے لیے آپ سے اجازت حاصل کر کے روانہ ہوئے تھے اس وقت سے اب تک تقریباً ایک ماہ گذرا ہوگا۔ (کتاب مذکور)

حکایت ۱۷ : حضرت شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہٗ کو ربیع الاول شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی شرکت کے لئے دس جگہ سے مدعو کیا گیا کہ نماز فجر کے بعد تشریف لائیں حضرت مخدوم صاحب دسوں دعوتوں کو منظور فرمالیا اور ہر جگہ نماز فجر کے بعد پہنچنا ہے کس طرح ہو سکیگا۔

فرمایا کرشن کہ کافر تھا کئی سو جگہ موجود ہوتا اگر ابوالفتح دس جگہ موجود ہو جائے تو کیا تعجب ہے۔ چنانچہ بعد نماز فجر ایک جگہ سے سواری آئی مخدوم صاحب حجرے سے برآمد ہوئے اور سوار ہو کر تشریف لے گئے پھر دوسری جگہ سے سواری پہنچی۔ اسی طرح دسوں جگہ سے سواریاں آئیں اور حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ ہر مرتبہ حجرہ سے برآمد ہوتے اور سوار ہو کر تشریف لے جاتے اور حجرہ میں رہتے اکذا فی السبع السنابل شریف)

حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ یہ حکایت نقل کر کے لکھتے ہیں:

"خردمندا تو ایں را بر تمثیل حمل مکن یعنی مپندار کہ تمثیل ہائے شیخ بچندیں جاہا حاضر شدہ است۔ لا واللہ بلکہ عین ذات شیخ بہر جا حاضر شدہ بود در یک شہر و یک مقام واقع شدہ ذات ایں موحد خود را قصائے عالم حاضر است خواہ علویات و سفلیات۔

یعنی اے عاقل اس کو تمثیل پر محمول نہ کرنا یعنی یہ نہ سمجھنا کہ دسوں جگہ شیخ کے مثالی اجسام موجود ہو گئے تھے نہیں واللہ ہر جگہ بعینہٖ ذات شیخ موجود ہوتی تھی یہ موحد خود ایک شہر ایک مقام میں ہوتا ہے اور اس کی ذات علویات و سفلیات تمام اطراف عالم میں حاضر ہوتی ہے۔"

(ف) یہ حکایت سبع سنابل شریف جیسی محقق، معتبر اور مستند کتاب میں موجود ہے اعلیٰحضرت قدس سرہ نے اسے اپنے ملفوظ شریف میں بیان فرمایا ہے۔ دیوبندیوں نے حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ کو چھوڑ کر اعلیٰ حضرت پر کیچڑ اچھالا ہے چنانچہ کریم بخش پروفیسر اپنے چہل مسئلہ صد ۱۲

میں اعلیٰحضرت قدس سرہ کے ملفوظات سے یہ نقل کر کے لکھتا ہے:

"کہ ایک کافر کو بھی حاضر و ناظر ہونے کا مصداق ٹھہرایا ہے دیکھا کہ کافروں کو بھی

عالم الغیب اور حاضر و ناظر مان لیا گیا ہے"

ناظرین حضرات، دیکھا آپ نے کہ دیوبندیوں نے کیا بدترین فریب کیا ہے کہ عوام کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے ایک کامل کی نقل کردہ حکایت پر طعن و تشنیع کیا اس طرح اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا کچھ نہیں بگڑا البتہ پس پردہ ایک کامل کی بے ادبی و گستاخی سے اپنا خاتمہ خراب کیا۔

دیوبندیوں کو فقیر کا احسان مند ہونا چاہیے

برائے اضافہ مطالعہ گکھڑوی اینڈ دیوبندی کمپنی کہ انہیں فقیر ان کے اپنے گھر سے چند حوالے پیش کرتا ہے،

۱۔ خالد محمود پروفیسر سیالکوٹی نگران ہفت روزہ دعوت لاہور میں بعینہٖ یہی حکایت نقل کی ہے اور اس کی تائید کی ہے" ہفت روزہ، دسمبر ۱۹۶۲ء ملاحظہ ہو۔

۲۔ محمد علی سابق ناظم ندوہ نے بھی اپنی تصنیف ارشاد رحمانی صہ میں بھی اسی حکایت کو نقل کیا ہے۔

تحقیقی جواب چشم بد دور اعلیٰحضرت قدس سرہ کی تحقیق ایسی نہیں کہ جسے دیوبندی حملہ کر کے زیر کر سکے آپ کا ہر مضمون بے شمار حقائق کو دامن میں لئے ہوتا ہے لیکن ؎

دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

گکھڑوی اور اس کے معتمد علیہ پروفیسر کریم بخش اور اس کے ہمنوا ہمیشہ لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرتے ہیں انہیں کو عوام کو بہکانا مطلوب ہے انہیں تحقیق سے کیا غرض حالانکہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے ملفوظ میں ہی اہل نظر کے لئے ایک بہترین نسخہ تیار کیا گیا ہے جو عمداً پروفیسر نے نہیں لکھا وہ یہ ہے کہ

"اعلحضرت قدس سرہٗ نے اس حکایت سے پہلے ایک سائل کو "فنافی الشیخ" کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے آپ نے اُس پر ارشاد فرمایا کہ "یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اُس کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکارِ رسالت سے فیوض و انوار قلبِ شیخ سے فائض ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آ رہے ہیں پھر عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائیگی شجر و حجر در و دیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئیگی یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی اور پھر ہر حال اپنے ساتھ پاؤ گے۔"

یہ ایک ایسا نسخہ ہے جسے خدا تعالیٰ کے تمام محبوب بندوں نے استعمال کیا یہاں تک کہ دیوبندیوں کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی درسگاہ میں بھی استعمال ہوا اور بے شمار قسمت والوں کو فنافی الشیخ کا مرتبہ نصیب ہوا اسی نسخہ کو اشرف علی تھانوی نے دعوات عبدیت میں اور رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک میں بھی نقل کیا اور اسی نسخہ کے حصول کے لئے دنیا کے نیک بندے کئی جتن کرتے ہیں لیکن ایک پروفیسر دوسرا گکھڑ کا ایک خشک ملاں اُسے شرک کہے تو اسلام کا کیا بگڑتا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اس عالیشان نسخہ کو بیان کر کے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ایک معتبر اور نہایت مستند کتاب کے حوالے سے دو حکایتیں بیان فرمائی ہیں تاکہ سائل کے قلب پر مسئلہ کی حقیقت مرتسم ہو جائے پہلی حکایت یوں لکھی۔

حکایت[۱۸]: حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لئے جاتے تھے راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ پر پڑ گئی یہ نظرِ اول بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی اب دیکھا تو پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبد العزیز دباغ رضی

رضی اللہ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو کر ملفوظات ص ۴۸۹ ج ۲ یعنے عالم ہو کر ایسا بُرا فعل کرتے ہو۔ دوسری حکایت پہلے بیان ہو چکی ہے اگرچہ جاہل ضدی اور عنید تو بالکل ہی نہیں مانیں گے اہل انصاف کے لئے اتنا عرض کرنا ہی کافی ہے۔

حکایت نمبر ۱۹: شیخ محمد حضرمی مجذوب علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں ایک آن میں خطبہ اور نماز جمعہ ادا کیا اور کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باشں ہوتے تھے۔ (جمال اولیاء ص ۱۸۸)

(ف) یہ حوالہ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کا ہے اس سے خود سمجھیں کہ ولی کامل کو اللہ تعالیٰ کیا طاقت بخشی ہے۔

حکایت نمبر ۲۰: سیدی احمد سجلماسی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) کی دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوتے دوسری سے ہمبستری کی یہ نہیں چاہیے عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۴۹ ج ۲)

(ف) اس حقیقت میں وہی مضمون ہے جو دوسری حکایات میں پڑھتے چلے آرہے ہیں اور اسے دیوبندی بھی مانتے چلے آرہے ہیں لیکن کم ظرف اُچھلتا ہے دیکھئے گکھڑوی یہ حکایت نقل کر کے اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور تمام اہلسنت والجماعت پر خوب برسا چنانچہ لکھتا ہے کہ بعض بزرگانِ دین کو کشف والہام کے کسی واقعہ کا علم ہو جانا قواعد شرعیہ کے تحت صحیح ہے اور اُس کا انکار کرنا باطل ہے مگر ہمیں تو خانصاحب (اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کی اس تصریح اور خط کشیدہ الفاظ سے اختلاف ہے کہ تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے اور ہر دیانتدار اور باانصاف مسلمان کو اس سے اختلاف کرنا چاہیئے۔

گکھڑوی کا (ایسی کتاب) یا مطالعہ ناقص ہے یا اُس کا حافظہ کمزور ہے ورنہ الفاظ عبارت سے اگر بقول او اعلحضرت قدس سرہ مجرم ہیں تو پہلے اپنے صنادید اکابر دیوبند کو گردانیئے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے پہلے رشید احمد گنگوہی امداد السلوک صـ۲ میں یونہی لکھ گیا ہے چنانچہ اس کے الفاظ بھی ملاحظہ ہوں۔

"مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کا روح ایک جگہ پر مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہو گا قریب ہو گا یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اُس کی روحانیت سے دور نہیں یقیناً شیخ کی روح اللہ کے حکم سے اُس کو تبلائیگی"

گکھڑوی کو چاہیے تھا کہ عبارت ذیل جس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے لئے لکھی ہے وہی تمام الفاظ رشید احمد گنگوہی پر تحریر کرتا تاکہ اُس کی دیانت، حق گوئی اور انصاف پسندی اہل اسلام بالخصوص دیوبندیوں میں ضرب المثل بنتی۔ گکھڑوی کی عبارت ملاحظہ ہو

"حضرات ہمیں تو یہ حوالہ نقل کرتے بھی شرم[1] آتی ہے مگر کیا کیا جائے ہم بھی مجبور[2] ہیں۔ دیکھا کہ ان بریلویوں (بلکہ یوں کہو دیوبندیوں کو بھی) کے بھی علم غیب اور حاضر و ناظر کی انتہا کیا ہے۔ "مرید کی ہم بستری کے وقت بھی ان کے پیر و مرشد حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور سب واقعہ بچشم خود دیکھتے ہیں[3]" (آنکھوں کی ٹھنڈک صـ۳۵)

(اگر آنکھوں کی ٹھنڈک نام رکھنے کی بجائے آنکھوں کی اندھک رکھتا تو بہت ہی موزوں ہوتا کیوں کہ آنکھوں میں تو شرم ہوتی ہے مگر وہ یہاں مفقود ہے)

انتباہ: گکھڑوی اور اس کے ہمنوا لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ غلاظت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

---

[1] لیکن اپنے اکابر کی عبارت کو چھپاتے ہرگز شرم نہیں آتی اسی کو دیانتداری کہتے ہیں؟

[2] کیا کرتے بچارے کو پارٹی بازی مجبوری کرتی ہے۔

[3] ان الفاظ کو لکھتے وقت تو شرم کہیں کوسوں دور ہوگی۔

پر نہیں پھینکی بلکہ پہلے اپنے اکابر پھر اُس بڑے غوثِ روزگار پر جن کی غوثیت کا تمہارے اکابر کو بھی اقرار ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا صرف اتنا قصور ہے کہ انہوں نے اپنے ملفوظ شریف میں ان کی مستند کتاب "الابریز" سے نقل فرمایا اور یہ الابریز وہ معتبر اور مستند کتاب ہے جسے تمہارے اکابر آنکھوں پہ لگاتے اور اُس کا اُردو ترجمہ کر کے عام شائع کرتے ہیں۔

ناظرین حضرات، غور فرمائیں کہ جب مسلمات میں سے ہے کہ شیخ اپنے مرید کی تربیت کا ذمہ دار ہے وہ اپنے مخلص مریدین کو ہر حالت میں تنبیہ بھی فرماتے ہیں جنہیں علم سلوک سے کچھ واسطہ ہے وہ خوب جانتے ہیں لیکن گکھڑوی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے متعلق نہیں بلکہ روحانیت کے بادشاہ اپنے وقت کے غوث سیدی عبد العزیز دباغ قدس سرہٗ پر یہ غلاظت پھینکی ہے جس کا محاسبہ آج نہ تو انشاء اللہ کل ضرور — **"وہابیوں دیوبندیوں کے دلائل"** ہے۔

گکھڑوی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر غلاظت مذکورہ پھینک کر مسئلہ کی حقیقت کو مسخ کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور اُسے دلائل سے مضبوط کرنا چاہا ہے اُس کے دلائل بھی ملاحظہ ہوں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے ساتھ جو فرشتے ہیں وہ دو حالتوں میں تم سے الگ ہو جاتے ہیں۔

۱۔ جب تم قضائے حاجت کے لئے بیٹھتے ہو

۲۔ جب تم ہمبستری کرتے ہو (ترمذی ج ۲ ص ۱۰۹ و مشکوٰۃ ص ۲۶۹)

اور علامہ عزیزی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے (السراج المنیر ج ۲ ص ۱۰۴)

قارئین کرام نے ملاحظہ کر لیا کہ ایسی حالت میں تو فرشتے بھی الگ ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے اعمال اور اقوال کی حفاظت اور نگرانی کرتے اور لکھتے ہیں اور شرم کے مارے علیحدہ اور الگ ہو جاتے ہیں مگر

فریق مخالف کے نزدیک بزرگانِ دین کی یہ قدر اور تعظیم ہے کہ وہ اس حالت میں بھی شرم نہیں کرتے اور مرید بیچارے کی جان نہیں چھوڑتے اور گویا یوں کہتے ہیں کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان" (آنکھوں کی ٹھنڈک ص)

ناظرین! ملاحظہ فرمایا یہ پھکڑ بازی یہ پھبتیاں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر نہیں بلکہ تمام اولیاء اللہ ملکہ پر ہیں جس طرح اس نے یہ تاویل ملائکہ کے لئے کی ہے اگر بعینہٖ اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے لئے کی جائے اور یوں کہا جائے کہ فرشتے ہم بستری اور اس کے جائز و ناجائز ہر قسم کے احوال کے باوجود جدا ہونے کے آدمی کے اعمالنامے میں لکھتے ہیں اگر وہ جدا ہونے کے باوجود سب کچھ لکھتے ہیں تو یہ توجیہ خدا رسیدہ بزرگوں کے حق میں کیوں نہیں کی جاتی لیکن اُن کو تو اولیاء کرام سے دشمنی کا مظاہرہ کرنا ہے طعن طرازی پوری کرنی ہے اسے کہتے ہیں بدقسمتی اور حرمان نصیبی

تھانوی نے ہماری تائید کی } علاوہ ازیں اشرف علی تھانوی کے اس کلیہ کو سامنے رکھ لیا جائے تو مسئلہ ہر طرح سے بے غبار ہو جاتا ہے۔

تھانوی مذکور اپنے ایک مرید کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے

"کہ ان لوگوں (اولیاء کرام) کے احوال عقل و نقل دونوں سے بالاتر ہیں"۔

(النور بابت ماہ رمضان ۱۳۴۴ھ ص ۲۰)

لیکن قاعدہ ہے کہ خدا رسیدہ بزرگوں پر طعن و تشنیع سے حق بین آنکھ سلب ہو جاتی ہے۔

حکایت ۱۲؎ اشرف علی تھانوی نے حضرت قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قصہ بیان کر کے لکھا کہ کسی نے اُن کے متعلق کسی امر منکر کی قاضی شہر کو اطلاع دی وہ دُرّہ لے کر تعزیر کی نیت سے چلے وہ پہلے سامنے اس طرح نمودار ہوئے کہ بجائے ایک قضیب البان کے ستر قضیب البان قاضی کے سامنے آگئے اور کہا انہیں سے ایک کو پکڑ لو جو تمہارا مجرم ہو قاضی صاحب یہ کرامت دیکھ کر

معتقد ہوگیا۔ ذخیر الحیات وخیر الممات ص ۸۳

(ف) یہ حکایت ہمارے مخالفین کے حکیم الامت نے بیان کی ہے اور یہی ہم کہتے ہیں کہ ایک ولی کامل متعدد مقامات پر حاضر ہو سکتا ہے اور یہی ہمارا موضوع ہے اور پھر جب ایک ولی ستر جگہ مع جسد حاضر ہو سکتا ہے بلکہ سو جگہ بلکہ ہزار بلکہ بے شمار جگہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا شرک کیسے ہو سکتا ہے چنانچہ بیانِ ذیل اس پر شاہد ہے۔

حکایت نمبر ۴۲ : صوفی سوندھا کا بے شمار جگہ حاضر و ناظر ہونا :

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ صوفی سوندھا ایک بزرگ ہندوستان میں ہوئے ہیں اُن کے سامنے کسی نے کہا کہ ہندو یوں کہتے ہیں کہ کرشن اوتار کی سو بیویاں تھیں اور وہ ایک وقت میں سب کے ساتھ ہوتا تھا اور ہر جسم سے جُدا کام کرتا تھا گویا ایک کرشن کے سو کرشن بن جاتے تھے۔

صوفی سوندھا نے کہا نہ معلوم کیسی روایت ہے صحیح ہے یا غلط اور صحیح بھی ہو تو یہ کچھ کمال نہیں پھر فرمایا ذرا اس املی کو تو دیکھو۔ مخاطب نے جو املی پر نظر کی تو ہر پتہ پر صُوفی سوندھا نظر آئے اُن کے سامنے بھی بیٹھے تھے اور درخت کے ہر پتہ پر اُن کا جسم مع روح کے نظر آرہا تھا (خیر الحیات وخیر الممات ص ۸۳)

(ف): اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں کہ:

"ایک جان کی سو جان یا ہزار جان ہو جائے (یعنی ایک بزرگ سو یا ہزار جگہ حاضر ہو جائے) تو کوئی بعید بات نہیں بلکہ صوفیہ کرام تو دنیا میں اس کا مشاہدہ کرتے ہیں" ص ۸۲

(فائدہ): اس سے وہی ثابت ہوا کہ ایک ولی متعدد مقامات پہ حاضر و ناظر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے سے نہ شرک ہوا اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے والے پر شرک کا فتویٰ ضروری لگتا ہے تو پھر اشرف علی تھانوی بھی مشرک ٹھہرے گا جو ایک ولی کے ہزاروں جگہ حاضر و ناظر ہونے کو جائز مان رہا ہے۔

حکایت ۲۳: امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی کچھ اولاد توم الحسن کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ بلادِ عجم میں اور کچھ بلادِ ہند میں اور کچھ بلادِ تکرور میں تھی آپ ایک وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ہو آتے تھے اور ان کی ضرورتیں پوری فرما دیتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہیں کے پاس قیام رکھتے ہیں۔ (اجمال الاولیاء ص ۲۰۲ مصنفہ اشرف علی تھانوی)

ف: دیکھئے اس ولی کا کارنامہ کہ متعدد مقامات پہ وہ حاضر بھی اور ناظر بھی اور لکھنے والے دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب۔ لیکن یہاں کا فتویٰ ہضم۔

آخر میں فقیر اپنے پیر و مرشد حضرت محکم الاسلام والدین خواجہ محکم الدین سیرانی قدس سرہٗ کی چند حکایات بیان کر کے اس باب کو ختم کرتا ہے۔

حکایت ۲۴: ایک دفعہ خانقاہ کے قریبی گاؤں سے آپ کے دو مریدوں نے آپ کو علیحدہ علیحدہ قیام اور طعام کی دعوت دی آپ نے دونوں کی دعوت قبول فرمائی رات کو دونوں اصحاب کو ایک دوسرے سے شرمندگی تھی کہ میری وجہ سے حضرت دوسرے گاؤں نہ جا سکے آپ کی روانگی کے بعد دوسرے دن یہ اصحاب ایک دوسرے سے ملے تو اپنی شرمندگی کا اظہار کیا تو دونوں کو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ رات کو دونوں کے گھر مقیم تھے دونوں گاؤں میں حضرت کے پاؤں کے نشانات پائے گئے اور دونوں گاؤں کے لوگوں نے ایک ہی وقت میں حضرت کی زیارت سے مشرف ہونے کی تائید کی۔

حکایت ۲۵: حافظ رجب (جو کہ حضرت صاحب کے خادموں میں سے تھے) کی بیوی بیمار ہو گئی۔ حافظ رجب کا گھر خیر پور ٹامیوالی میں تھا۔ حضرت صاحب حافظ رجب کے گھر تشریف گئے اور اس کی بیوی کی طبع پرسی فرمائی اور اسے آرام بھی ہو گیا بعد کو معلوم ہوا کہ آپ اس تاریخ اور اس وقت پاک پٹن میں تشریف فرما تھے۔

حکایت ۲۶ : ایک دفعہ شاہ ابوالفتح رحمۃ اللہ حضرت السیر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے واسطے بستی کھچی آئے حضرت کو وہاں نہ پاکر بہت پریشان ہوئے اور مشرق کی جانب روانہ ہوپڑے راستہ میں حضرت صاحب مل گئے شاہ صاحب نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا ملاقات ہوگئی اب تم گھر جاؤ بعد کو معلوم ہوا جس وقت اور جس دن حضرت صاحب شاہ صاحب کو ملے تھے اسی دن اور اسی وقت آپ پاک پٹن میں مقیم تھے۔

حکایت ۲۷ : ایک حجام کا بیٹا خراسان سفر پر گیا ہوا تھا۔ حجام بے حد پریشان تھا کہ اس کا بیٹا کسی طرح واپس آجائے۔ حجام حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی قدس سرہ کا مرید تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا یہ کام فقیر کا نہیں اگر شہباز وقت یعنی حضرت سیرانی سائیں رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائیں تو وہ تمہارے لڑکے کو منگوا سکتے ہیں۔

حجام کا لڑکا ایک دن حضرت السیر رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حجام سے فرمایا یہی شہباز وقت ہیں ان سے جا کر عرض کرو۔ حجام آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اگر اجازت ہو تو آپ کی اجازت بناؤں۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ حجام ڈر سے کچھ عرض نہ کر سکا لیکن دوران حجامت درد و فراق بیٹے کی وجہ سے رو رہا تھا آپ نے پوچھا روتا کیوں ہے۔ حجام نے تمام ماجرا بیان کیا آپ نے ذرا فرمایا رک جاؤ آپ صرف مسجد کے حجرہ تک گئے اور پھر واپس تشریف لے آئے اور حجام نے اپنا کام شروع کیا ابھی حجام حجامت بنا ہی رہا تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا تمہیں مبارک ہو کہ تمہارا لڑکا گھر واپس آگیا ہے حجام فارغ ہو کر جب گھر پہنچا تو بیٹے سے حال دریافت کیا لڑکے نے بتایا کہ میں کابل کے بازار سودا خریدنے جا رہا تھا کہ ایک آدمی جس کا آدھا سر مونڈا ہوا تھا آیا اور مجھے بازو سے پکڑ کر ایک ہی جھٹکے سے گھر پہنچا دیا۔ رقم اور رومال بھی لڑکے کے ہاتھ میں تھا جس میں وہ سودا خریدنے جا رہا تھا۔

حکایت ۲۵: حاجی محمد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بازار سنی میں حضرت صاحب الیسر رحمتہ اللہ کو دیکھا پہچان کر حاضر خدمت ہوا آپ بڑی نوازش سے ملے اور فرمایا اب چلے جاؤ یہ خطرناک جگہ ہے میں نے تاریخ تحریر کر لی۔

واپس وطن آکر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس وقت اور اس تاریخ کو آپ عرب شریف میں دیکھے گئے تھے شہر بہاولپور میں بھی موجود تھے۔

ف: اس طرح کہ اولیاء اللہ کے بے شمار واقعات ہیں لیکن اُن کو سمجھنے اور ماننے کے لئے بھی ایمانِ کامل چاہیئے۔

حکایت ۲۶: ہمارے پیر و مرشد کا وصال شریف بھی ہمارے موضوع میں شامل ہے لیکن جب تک اُس کی تمام تفصیل سامنے نہ ہو مسئلہ کی سمجھ نہیں آئے گی اس لئے ہم آپ کی وفات کا پورا واقعہ عرض کرتے ہیں لہ

حضرت صاحب الیسر رحمتہ اللہ علیہ کے لئے ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں حضرت کی مجازی طور پر وفات پائی آپ کو دفن کر دیا گیا لیکن آپ پھر زندہ پائے گئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جان کا مالک بنایا ہے۔ ایک مرتبہ آپ جنگل میں تشریف فرما تھے بہت خوشگوار ہوا چل رہی تھی کہ آپ کی رُوح پرواز کر گئی آپ کے مرید جو اُس وقت موجود تھے بہت پریشان ہوئے اور رونے لگے اور ڈرنے لگے کہ لوگ کہیں گے کہ انہوں نے حضرت کو قتل کر دیا۔ یہ گفتگو سن کر آپ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا یہ مقام خوش تھا اس لئے فقیر کو خوش آگیا اگر تم اس طرح کہتے ہو تو اٹھو اور اس جگہ سے روانہ ہو جائیں۔

وفات کی تفصیل: سلخ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ کو آپ پورب اور کچی سے پا پیادہ خراسان کی طرف روانہ ہوئے راستہ

لہ جسے ہم نے آپ کی کرامات میں لکھا ہے اُویسی غفرلہٗ

بس بستی تلیری جو کہ دریائے چناب کے کنارے (ملتان اور ڈیرہ غازیخان کے درمیان واقع ہے ، تک پہنچے تھے کہ آپ کا ارادہ ملتوی ہوگیا اور آپ خراسان جانے کی بجائے جنوب کی طرف روانہ ہو پڑے اور شیشم کے درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے حضرت دیوان محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ آپ کی زیارت کے شوق میں پہنچے اور آپ کی خدمت میں کچھ طعام پیش کیا حضرت صاحب وجد میں آگئے اور شورش وجد اس قدر تیز تھی کہ ساری عمر آپ کو ایسی شورش کبھی نہ ہوئی تھی آپ نے شورش کے دوران حضرت صاحب کو رخصت کا اشارہ فرمایا لیکن دیوان صاحب آپ کی رفاقت میں رہنا چاہتے تھے لہذا آپ نے دیوان صاحب کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے رخصت دی اور خود کاٹھیا والڑ ہو دہراجی بندرا حافظ محمد کوکی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ ایک روز اور قیام فرمایا بروز جمعرات ۵ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ کو آپ نے پنجاب جانے کا ارادہ فرمایا لیکن حافظ محمد کوکی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ایک رات اور قیام فرمائیں آپ نے حافظ صاحب کی دعوت قبول فرمائی اور سفر کا ارادہ ترک فرما دیا حافظ محمد کی خواہش تھی کہ حضرت صاحب ہمیشہ میرے پاس رہیں لہذا اس نے ارادہ کیا کہ کیوں نہ حضرت صاحب کو زہر دے دوں لہذا ارادہ شیطانی کر کے حافظ محمد نے طعام میں زہر ملا دیا طعام کھاتے وقت شاید آپ سمجھ گئے تھے کہ اس میں زہر ہے کیونکہ آپ مسکرائے اور فرمایا ماشاء اللہ۔ اُس روز آپ نے خلاف معمول کھانا بھی زیادہ کھانا۔

زہر خورانی: زہر کا اثر فوراً جگر تک پہنچ گیا اور آپ کو نقاہت ہوگئی اسی حالت میں نماز عشاء ادا فرمائی اور حافظ صاحب سے پانی طلب کیا۔ حافظ اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہوا اور پانی دینے سے حجاب کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا اے احمق اول آدمیوں کو مٹکے میں ڈال کر پھر پیچھے ہٹتا ہے لاچار پانی لے آیا آپ نے نوش فرمایا اور قے جاری ہوگئی۔ میاں ابوطالب جو اس وقت آپ کے پاس حجرہ میں تھا برتن لے آیا جس میں آپ نے قے کی۔ قے میں جگر کے ٹکڑے تھے اس وقت آپ

نے فرمایا۔ ابھی فقیر کی عمر چار سال باقی تھی۔

بار بار قے آ رہی تھی اور نقاہت بڑھ گئی اور وفات کا وقت قریب آ گیا۔ لوگوں کو جب آپ کی یہ حالت معلوم ہوئی تو شہر کے تمام افراد جمع ہو گئے آپ نے ابوطالب کو فرمایا۔ لوگوں سے کہو اپنے اپنے گھر چلے جائیں اور تمام لوگ اپنے گھروں میں چلے گئے جب نقاہت زیادہ ہو گئی تو وقت قریب سمجھ کر ابوطالب نے آپ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا آپ نے فرمایا ابوطالب ابھی وہ وقت نہیں آیا آپ شورش میں اُٹھے چھت کی کڑیوں کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے

یہ حالت دیکھ کر ابوطالب نے پوچھا حضرت آپ کی قبر کہاں بنائی جائے آپ نے فرمایا جس جگہ ہو زمین کھود کر دفن کر دیں آپ کھڑے کھڑے شورش کرتے رہے انزاص سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور ارہ کا ذکر کرنے لگے اور اس قدر جوش سے ذکر کیا کہ زمین و آسمان کانپتے ہوئے معلوم ہونے لگے ذکر سے فارغ ہو کر لیٹ گئے اور فرمایا ابوطالب اب وقت آ گیا ہے ابوطالب آپ کے قریب ہوا اور آپ کے ذہن سے یہ آواز سنی۔ دوست دوست سے مل گیا اور آپ کی رُوح قصرِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

وصال کے وقت آپ نے ابوطالب کو وصیت فرمائی کہ صاحبزادگان کو تاکید کر دیویں کہ حافظ محمد کے ساتھ نرمی سے بات چیت کریں اور اس کے اس فعل پر اُس سے ناراض مت ہوں بلکہ ہر طریقہ سے اُس کے ساتھ رعایت کریں۔

آپ نے حافظ محمد کو دس روپے دیئے اور فرمایا پانچ روپے کفن کے لئے ہیں اور پانچ روپے مسکینوں میں تقسیم کر دینا قبر کے متعلق آپ نے فرمایا کسی زمین کھود کر دفن کر دینا۔

۵ ربیع الثانی ۱۱۹۷ھ بروز جمعرات نصف شب آپ کو غسل دیا گیا اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر ایک وسیع میدان میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی نمازِ جنازہ میں ہزاروں سفید پوش شامل ہوئے۔

نصف شب کے بعد آپ کو دراجی میں سپردِ خاک کر دیا گیا جب آپ کو قبر میں رکھا گیا تو بعض لوگوں نے ابوطالب کو کہا کہ حضرت صاحب کا منہ مبارک قبلہ شریف کی طرف کر دیں ابوطالب کے ہاتھ لے جانے سے پہلے آپ کا مُنہ خود بخود متحرک ہو کر قبلہ کی طرف ہو گیا۔

میاں ابوطالب نے حضرت صاحب کی وفات کا مراسلہ روانہ کیا جو میاں محمد حسن صاحب کے پاس سات ماہ بعد ماہ شوال میں بہاول پور پہنچا اُن کی آن میں سارے شہر میں حضرت کے وصال کی خبر آگ کی طرح پھیل گئی اور سارے شہر میں شور قیامت برپا ہو گیا اور کربلا کے ماتم کا سامان پیدا ہو گیا۔

یہ خبر سنتے ہی صاحبزادہ اُویس بخش، حاجی محمد اٹھوال، خلیفہ محمد حسن بہاول پوری، محمد کڈن اور خدابخش مریچہ دراجی کی طرف روانہ ہو گئے یہ خبر سارے ملک میں عام ہو گئی اور ملک کے کونے کونے سے لوگ دراجی روانہ ہو گئے۔

میاں اویس بخش صاحب اور حاجی محمد اعظم پانچ ماہ صفر کو دراجی پہنچ گئے اور حافظ محمد سے سلسلۂ گفتگو شروع کیا حافظ محمد حضرت صاحب کی میّت کسی صورت پر بھی دینے کے لئے راضی نہ ہوتا تھا حضرت صاحب کا فرمان تھا کہ حافظ محمد کے ساتھ نرمی برتی جائے اس لئے آپ کے صاحبزادگان اور خلفاء حافظ محمد کے ساتھ سختی سے بات نہ کر سکتے تھے اور نرمی سے حافظ محمد نہیں مانتا تھا۔ اس نے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ میں نے حضرت صاحب کو زہر اس لئے نہیں دیا تھا کہ آپ کی میت تمہارے لئے کر دوں۔

اگر مجھے آپ کی جسم کی ضرورت نہ ہوتی تو میں آپ کو زہر کیوں دیتا اور پیش کش کی کہ میرے اوپر دو تین ہزار روپیہ سالانہ جزیہ لگا دیا جائے جو میں ہنڈی کی صورت میں حضرت کے صاحبزادگان کو ادا کرتا رہوں گا یا کوئی شخص اپنا خلیفہ مقرر کر جاویں دربار میں جو کچھ آمد ہو گی جائز خرچ کے بعد صاحبزادگان تک پہنچا دیا کرے گا لیکن صاحبزادگان اس شرط پر راضی نہ

تھے اُن کا اصرار تھا کہ وہ آپ کی میت کو اپنے ہمراہ لے جائیں گے اور حافظ محمد کہتا تھا کہ وہ کسی صورت بھی آپ کی میت کو یہاں سے نہ جانے دیگا۔

الغرض یہ گتھی کسی صورت بھی سلجھتی نظر نہ آتی تھی آخر کار حافظ نجم الدین کو اس بات پر سخت غصہ آگیا اور وہ حضرت محکم الدین کے مزار پر گیا اور غصہ میں کہا اگر تم نے ہمارے ساتھ نہ چلنا تھا تو پھر ہم کو کیوں بلوایا تھا اور ہم کو یہاں بلا کر بے عزت کروایا ہے۔ اُدھر ہمیں یہ حکم بھی دیتے ہیں کہ مرنے والے سے گفتگو حافظ محمد کے ساتھ نرمی سے بات کرنا ہم لوگ آج چلے جائیں گے اور آپ کے پاس پھر کبھی واپس نہ آئیں گے۔

آپ نے حافظ نجم الدین کو خواب میں فرمایا کہ حافظ محمد کو کی کے سامنے قرعہ اندازی کی شرط پیش کرو وہ مان جائے گا۔

۔ چنانچہ صاحبزادگان نے حافظ محمد کو کہا کہ ہم حضرت صاحب کو لے جانا چاہتے ہیں لیکن تم حضرت صاحب کو یہاں رکھنا چاہتے ہو اس طرح فیصلہ ناممکن ہے اور ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

فیصلہ اس طرح ہونا چاہیئے کہ حضرت صاحب کی میت کو نکالا جائے اور ایک صندوق میں رکھ دیا جائے ویسی ہی ایک دوسری خالی صندوق بھی ساتھ رکھ دی جائے ان دونوں صندوقوں میں سے ایک صندوق تم چن لو یہ ہمارا مقدر جس کی قسمت ہو گی اُسے حضرت صاحب مل جائیں گے اس بات پر حافظ محمد کو کی راضی ہو گیا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جب حافظ محمد نے صندوق چن لی اور اُسے کھول کر دیکھا تو حضرت کی میت موجود تھی چنانچہ حافظ محمد کو کی خوش ہو گیا اور صاحبزادگان کو اپنی قسمت پر رنج ہوا۔ حافظ نجم الدین کو اسی وقت غش آگئی آپ نے فرمایا حافظ صاحب اداس نہ ہو فقیر باطنی طور پر تمہاری صندوق میں ہے اور ظاہری حافظ محمد کی صندوق میں۔ تم اٹھو اور صندوق کھول کر دیکھو۔

چنانچہ حافظ صاحب اُٹھ بیٹھے اور اپنی صندوق کو کھول کر دیکھا تو حضرت صاحب
پڑے تھے حافظ محمد نے آپ کی ظاہری میّت کو وراچی میں دفن کر دیا اور بعد میں شاندار
مقبرہ تعمیر ہوا جہاں اب بھی ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں اور ہر سال
آپ کا عرس جوش و خروش سے منایا جاتا ہے تمام خلفاء نے فیصلہ کیا کہ آپ کو صندوق
میں لے جایا جائے۔ لیکن آپ نے ابوطالب کو نیم خواب کی حالت میں فرمایا کہ میں صندوق
میں نہیں جاؤں گا مجھے چارپائی پر لے جاؤ اور چارپائی کے ساتھ بانس باندھ لو۔

سب لوگ حیران تھے کہ اس قدر دور دراز سفر میں آپ چارپائی پر کس طرح دیں گے
الغرض ۲۵ صفر ۱۱۹۷ھ کو خلفاء آپ کو لے کر دُراجی (ضلع کاٹھیاواڑ، ہندوستان) سے روانہ
ہوئے۔ ہزاروں معتقدین شہر سے تقریباً دس میل تک اشکبار آنکھوں سے آپ کو الوداع کہنے
آئے۔

راستے میں جو شخص ملتا آپ کی میت کو کاندھا دینے کی گذارش کرتا اور یہی کہتا کہ چارپائی
بالکل بےوزن ہے وفات کے بعد بھی آپ اسی طرح باکرامت تھے[1] حافظ نجم الدین صاحب
کرامت اسیرانی جو آپ کی میت کے ہمراہ تھے کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حضرت صاحب کی میت
کو لے کر ماڑ (ہندوستان) سے گذر رہے تھے ہم لوگ آرام کے لئے رُکے ایک شخص جو آپ کا امتحان
لینا چاہتا تھا کہ دیکھوں آیا آپ کا جسم عام مُردوں کی طرح سخت یا نرم۔ آپ کے نزدیک آیا
اور آپ کا پاؤں مروڑنا چاہا کہ آپ نے پاؤں اوپر کی طرف کھینچ لیا وہ شخص وحشت کھاکر گر پڑا
اور پیٹ کے عارضہ میں مبتلا ہو گیا جس قدر علاج کیا مرض لاعلاج بتایا گیا آخر حضرت کے مزار پر
حاضر ہوا اور معافی مانگی دریائے رحمت جوش میں آیا اور اُسے آرام آگیا۔

---

[1] اور ہیں اور تا قیامت رہیں گے

کافی عرصہ کی مسافت طے کرنے کے بعد یہ قافلہ آپ کی میت لے کر گوٹھ بخشا (جو اس وقت خانقاہ شریف کے نام سے موسوم ہے اور جہاں آپ کا مزار ہے) پہنچا تو قافلہ نے ایک رات یہاں آرام کرنے کا ارادہ کیا۔

گوٹھ بخشا میں ایک عورت رہتی تھی جسے حضرت صاحب بہن کہتے تھے جب اُسے معلوم ہوا تو دوڑی ہوئی آئی اور حضرت صاحب کے لئے عطر کی شیشی بھی ہمراہ لائی۔ مائی صاحبہ نے آپ کے منہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر زیارت کی اور آپ کے بدن پر عطر چھڑکنا چاہتی تھی کہ حضرت صاحب نے شیشی خود لے لی اور اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر چھڑک دی۔

روایت ہے کہ حضرت صاحب اس عورت سے بہت محبت کرتے تھے اور آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ فقیر جہاں ہوگا بہن کے ساتھ ہوگا چنانچہ مائی صاحبہ نے حضرت کو وہیں دفن کرنے کی گذارش کی لیکن آپ کے صاحبزادگان آپ کی میت کو اپنے وطن فتح پور گوگیرہ (ضلع اوکاڑہ) لے جانا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے آپ کی چارپائی اُٹھانا چاہی تو چارپائی نہ آگے جاتی تھی اور نہ پیچھے چنانچہ تمام خلفاء اور صاحبزادگان نے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کو گوٹھ بخشا میں سپردِ خاک کر دیا۔

یہ معمولی سی بستی جہاں دو تین جھونپڑیوں کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا آج خانقاہ شریف کے نام سے ایک بڑا قصبہ ہے اور حضرت کی برکت سے ہر سال پاک و ہند کے ہزاروں لوگ یہاں آ کر اپنے مطالب حاصل کرتے ہیں حضرت صاحب السیر رحمتہ اللہ علیہ کا مزار اور خانقاہ دراپی شریف (ہندوستان) میں بھی ہے جہاں ہر سال نہایت تزک و احترام کے ساتھ حضرت کا عرس منعقد ہوتا ہے اور ہزاروں ہندو مسلم آپ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں آپ کا عرس مبارک ہر سال ۵ ربیع الثانی کو منعقد ہوتا ہے۔

تمت بالخیر